خلافت لائبریری ربوہ
خلافت لائبریری ربوہ

ہفتہ | 19۔اکتوبر 1996ء | احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے

روزنامہ **الفضل** ربوہ
فون ۴۴۹
ایڈیٹر: نسیم سیفی
خطبہ نمبر 19
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

جلد 46-81 نمبر 238 | ہفتہ 5 جمادی الثانی۔ 1417ھ 19 اخاء 1375ہش 19 اکتوبر 1996ء

دعا کے ذریعہ انسان خدا تعالیٰ کے نزدیک ہو جاتا ہے

دعا کی مثال ایک چشمہ شیریں کی طرح ہے جس پر (صاحب ایمان) بیٹھا ہوا ہے۔ وہ جب چاہے اس چشمہ سے اپنے آپ کو سیراب کر سکتا ہے۔ جس طرح ایک مچھلی بغیر پانی کے زندہ نہیں رہ سکتی اسی طرح (صاحب ایمان) کا پانی دعا ہے کہ جس کے بغیر وہ زندہ نہیں رہ سکتا۔ اس دعا کا ٹھیک محل (عبادت) ہے جس میں وہ راحت اور سرور (صاحب ایمان) کو ملتا ہے کہ جس کے مقابل ایک عیاش کا کامل درجہ کا سرور جو اسے کسی بدمعاشی میں میسر آسکتا ہے ہیچ ہے۔ بڑی بات جو دعا میں حاصل ہوتی ہے وہ قرب الٰہی ہے۔ دعا کے ذریعہ ہی انسان خدا تعالیٰ کے نزدیک ہو جاتا اور اسے اپنی طرف کھینچتا ہے۔

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جب تک نورِ الٰہی بصارت عطا نہ کرے اس وقت تک انسان اپنے نقص بھی دیکھ نہیں سکتا اور جب تک وہ نقص دور نہ ہوں نورِ الٰہی عطا نہیں ہو سکتا

خطبہ ارشاد فرمودہ حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع بتاریخ یکم دسمبر 1995ء بمطابق یکم فتح 1374ہجری شمسی بمقام بیت الفضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع نے فرمایا:-

(-) نور ہی کے تعلق میں خطبات کا سلسلہ ابھی جاری ہے اور آئندہ بھی شاید چند خطبات اسی کے لئے وقف رہیں گے۔ بہت ہی وسیع مضمون ہے اس لئے تھوڑے وقت میں اختصار بھی کیا جائے تب بھی وہ پوری طرح پیش نہیں کیا جا سکتا۔ اختصار اور پوری طرح سے مراد یہ ہے کہ ایسا اختصار جس سے سمجھ کچھ نہ آئے وہ کیا تو جا سکتا ہے مگر فائدہ کوئی نہیں۔ پوری طرح اختصار سے مراد یہ تھی کہ اس حد تک اختصار کہ جو کچھ کہنا ہے اس کی سمجھ تو آجائے۔ اس لئے کوشش میں کرتا ہوں کہ اختصار رہے مگر اس کے باوجود تفصیل کے ساتھ بعض باتیں سمجھانی پڑتی ہیں جن کی اس سے بھی زیادہ تفاصیل موجود ہیں اس لئے نسبتاً اختصار ہے ورنہ تو بظاہر جہاں تک دکھائی دیتا ہے میں باتیں کھول کر ہی پیش کر رہا ہوں۔

(اللہ نے فرمایا) اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو (-) اللہ کے حضور توبہ کرتے ہوئے جھک جاؤ' اس کی طرف توبہ کرتے ہوئے رجوع کرو۔ (-) خالص ایسی توبہ جو اللہ کے لئے بھی خالص کرنے والی ہو' پاک اور صاف کرنے والی ہو۔ (-) توبہ تم کرو گے اور صفائی اللہ عطا فرمائے گا۔ توبہ کا جہاں تک تعلق ہے اس کا نصوحاً ہونا تمہارے دل کی پاکیزگی اور خالص عزم سے تعلق رکھتا ہے مگر توفیق انسان کو اپنی پاکیزگی کی نہیں مل سکتی۔ ارادہ نیک ہو کوشش مخلصانہ ہو تو فرمایا (-) ایسا ہو تو ہرگز بعید نہیں کہ تمہارا رب تمہاری کمزوریوں کو دور فرمادے' تمہاری برائیاں تم سے ہٹا دے۔ (-) پھر تمہیں ان جنتوں میں داخل فرمائے جن کے دامن میں نہریں بہتی ہیں (-) جس دن اللہ تعالیٰ نبی کو رسوا نہیں کرے گا اور ان لوگوں کو جو اس کے ساتھ ہیں (-) ان کا نور ان کے سامنے بھی چل رہا ہو گا اور ان کے دائیں ہاتھ بھی چل رہا ہو گا۔ (-) وہ یہ کہہ رہے ہوں گے کہ اے ہمارے رب ہمارے نور کو تام کردے۔ مکمل کردے (-) اور ہمیں بخش دے (-) یقیناً تو ہر چیز پر قادر ہے۔ (-)

مراد یہ ہے کہ تم بے داغ ہونے کی کوشش کرو کیونکہ جو تمہاری آخری منزل ہے وہ اللہ کے نور کی منزل ہے اور نور کی منزل کی راہ میں تمہاری کثافتیں حائل ہوں گی اس لئے سفر کا آغاز ایسی توبہ سے ہو گا۔ جو خدا کے لئے خالص ہو اور تمہیں پاک اور صاف کرنے والی اور پوری طرح دھو دینے والی ہو۔ لیکن اس کے باوجود خدا کے فضل کے سوا اور اس کی خاص قدرت کے سوا تمہاری برائیاں دور نہیں ہو سکتیں۔ اور یہ اس لئے بھی اہم بات ہے کہ بسا اوقات انسان حصول نور سے پہلے اپنی برائیاں دیکھ نہیں سکتا اور یہ عجیب مشکل ہے کہ جب تک نور الٰہی بصارت عطا نہ کرے اس وقت تک انسان اپنے نقص بھی نہیں دیکھ سکتا اور جب تک وہ نقص دور نہ ہوں نور الٰہی عطا نہیں ہو سکتا۔ نور الٰہی کی منزل کی طرف بڑھتے ہوئے ہی تو نصیحت فرمائی گئی کہ پہلا قدم توبہ (توبہ نصوح) سے اٹھاؤ گے تو اس منزل کی طرف آجاؤ گے اور آخر پر نور کی عطا کا ذکر فرمایا گیا۔ لیکن اس سے پہلے یہ وعدہ کر دیا گیا کہ ہم جانتے ہیں کہ تمہارے اندر کمزوریاں ہیں اور ان کمزوریوں کے ہوتے ہوئے تمہیں خود اپنی شناخت بھی نہیں ہو سکتی۔ پس اپنی ذات کی معرفت کے لئے جو نور چاہئے اگر وہ بھی حاصل نہ ہو تو پھر کیسے انسان اپنی کمزوریوں کو دور فرما سکتا ہے۔ اس بظاہر عقیدہ لاینحل کا حل یہ فرمایا کہ تم یہ کرو اور ہم یہ کریں گے۔ تم نیت صاف کرلو اور پورے خلوص کے ساتھ جس میں کوئی دنیا کا میل داخل نہ ہو نیتوں میں کوئی فتور نہ ہو یہ ارادہ کرلو کہ میں نے اپنے آپ کو ہر داغ سے پاک کرنا ہے۔ اللہ کیا فرمائے گا (-) پھر تم دیکھو گے کہ بعید کی بات نہیں (-) قریب ہے یعنی تم جس چیز کو دور سے دیکھ رہے ہو کہ تم ہر قسم کے گند سے پاک ہو جاؤ۔ اللہ کے نزدیک وہ اتنی آسان بات ہے کہ ہرگز بعید نہیں اس کے لئے کہ تم سے تمہاری برائیاں دور فرمادے اور یہ وہ شرائط ہیں جن کے پورا ہونے کے بعد (جنت میں داخل فرمائے) یہ حالت جب تک حاصل نہ ہو جائے' یہ مقام جب تک حاصل نہ ہو جائے انسان ان جنتوں میں داخل ہونے کا اہل نہیں ہوتا جو جنتیں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی معیت سے تعلق رکھتی ہیں چونکہ یہاں مضمون ہر جنت کا نہیں بلکہ ایسی جنتیں ہیں جن کا آنحضرت ﷺ کی معیت یا ان کے ساتھ رہنے سے تعلق ہے۔

چنانچہ فرمایا کہ وہ ان جنتوں میں کب داخل ہوں گے (-) جس دن اللہ محمد رسول اللہ ﷺ کو رسوا نہیں کرے گا اور ان لوگوں کو جو اس کے ساتھ ایمان لائے یا اور اس پر ایمان لائے دونوں معنے شامل ہیں۔ آنحضرت ﷺ اور مومنوں کے رسوا نہ ہونے کا مضمون یہاں بیان ہونا کوئی خاص معنے رکھتا ہے۔ مراد یہ ہے کہ اگر کسی کے ساتھی گندے ہوں تو ساتھیوں کی وجہ سے بعض دفعہ کسی کو رسوائی ملتی ہے۔ بچے خراب ہوں تو طعنے پڑتے ہیں ماں باپ کو کہ دیکھو تمہاری اولاد کیسی نکلی۔ بعض دفعہ ان کو نصیحت کرنے کی خاطر' ان کو جھنجھوڑنے کی خاطر کہا جاتا ہے دیکھتے نہیں تم کس ماں باپ کے بیٹے ہو۔ تو یہ مضمون ہے کہ محمد رسول اللہ کا ساتھ اس جنت میں دینے کے لئے تمہیں حق دار بنایا جائے گا تب تم داخل کئے جاؤ گے اس کے بغیر تو رسول کریم ﷺ کے لئے ایک خفت کا مضمون پیدا ہو جائے گا کہ اپنی ذات میں ایسے کامل اور اتنے موثر اور ساتھ دیکھو کیسے لوگ پھر رہے ہیں۔ تو فرمایا اس دن وہ لوگ محمد رسول اللہ کے ساتھ پھریں گے جن کو یہ توبہ نصیب ہو گی۔ جو اپنے آپ کو بے داغ کرنے کی کوشش کریں گے اللہ کا فضل ان کو بے داغ کر دے گا ان کی کمزوریاں ان سے دور فرما دے گا پھر جنت میں داخل کرے گا (-) یہ وہ لوگ ہیں (-) ان کا نور ہے جو ان کے سامنے آگے آگے دوڑے گا اور ان کے داہنے ہاتھ بھی چلے گا۔ جہاں تک داہنے ہاتھ کا تعلق ہے یہ بھی ایک اہم مضمون ہے۔ دو جگہ (کلام الٰہی) میں نور کے آگے چلنے اور داہنے ہاتھ چلنے کا ذکر ہے اور انسان تعجب میں مبتلا ہوتا ہے کہ بائیں ہاتھ کیوں نہیں۔ دراصل جس طرف انسان چلتا ہے اسی طرف کو روشن ہونا چاہئے کبھی آپ نے ٹارچ لے کر ایسا آدمی چلتا نہیں دیکھا ہو گا جو اپنے پیچھے ٹارچ مارتا ہو اور آگے چل رہا ہو۔ یہاں ایک مفہوم یہ بھی ہے کہ ان کا ہر قدم نیکی کی طرف اٹھتا ہے اور داہنا ہاتھ نیکی کی علامت ہے۔ تبھی مومنوں کو جو جنت کی خوش خبری ملے گی ان کو ان کی کتاب داہنے ہاتھ سے پکڑائی جائے گی یعنی نیکیوں کی کتاب ہو گی۔ اور بایاں ہاتھ بدی کی علامت ہے اس لئے بدوں کو ان کی کتاب بائیں ہاتھ سے پکڑائی جائے گی۔ پس جنت میں تو ہر قدم نیکی طرف اٹھنے والا ہے اور آگے بڑھنے والا ہے۔

ان دو صورتوں کو نور کی دو طرفوں کے بیان سے ظاہر فرمایا گیا کہ یہ وہ لوگ ہیں جن کا قدم اب نیکی کی بجائے کسی اور طرف نہیں اٹھ سکتا اور ہمیشہ پیش رفت رہتی ہے ان کی' ہمیشہ آگے بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ یہ قافلہ ہے اور یہ سفر ہو گا جنتوں کے اندر۔ اب یہ جو تصور ہے کہ جنت میں ایک دفعہ پہنچ گئے تو پھر دن رات کھایا پیا اور آرام فرمایا۔ کاؤچوں (Couch) پہ بیٹھے ہوئے ہیں اور وہی منتہیٰ ہے اس تصور کو یہ آیت کلیۃً جھٹلا رہی ہے۔ میں نے پہلے بھی بیان کیا ہے کہ جنت بھی لامتناہی ترقیات کی جگہ ہے جہاں ٹھہراؤ نہیں ہے کیونکہ ٹھہراؤ موت کا نام بھی ہے اور تنزل کا آغاز بھی ہے اور جنت کی زندگی میں نہ موت ہے نہ تنزل ہے۔ اس لئے لازم ہے کہ جنت میں ہر حال میں انسان آگے بڑھے گا۔ اور دوسرا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس لئے بھی لازم ہے کہ جب تک تبدیلی نہ ہو اس وقت تک انسان لطف کو قائم نہیں رکھ سکتا۔ لطف آ بھی رہا ہو اور ایک جگہ ٹھہر جائے تو وہیں وہ لطف جو ہے آہستہ آہستہ بدمزگی اور اکتاہٹ میں تبدیل ہو جاتا ہے جسے Boredom کہا جاتا ہے بور ہو جاتا ہے انسان۔ تو حرکت میں اور تبدیلی میں وہ لذت ہے جو دائم رہتی ہے اور ہمیشہ آگے بڑھتی رہتی ہے۔ پس ایسی جنت جہاں ٹھہر جانا ہے وہ جنت تو کسی تمنا کے لائق چیز نہیں ہے۔

فرمایا وہ کیا کہیں گے (۔) اے ہمارے رب ہمارے نوروں کو کامل کردے۔ پس کمال نور ایک ایسی چیز ہے جس کا کوئی انتہا نہیں ہے کیونکہ نور کا تعلق اللہ تعالیٰ کی ذات سے ہے اور اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے عطا ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کی طرف بڑھنے کی صلاحیت ہی کا نام نور رکھا گیا ہے۔ اور چونکہ مقصود بے انتہا ہے 'اس کا کوئی منتہیٰ نہیں' اس لئے لازماً یہ نور بڑھے گا تو قدم خدا کی طرف آگے بڑھیں گے۔ پس وہ جو پہلا نقشہ کھینچا گیا ہے کہ ان کے آگے بھی نور بھاگ رہا ہو گا اور ان کے دائیں طرف بھی اس منزل کے حصول کی خاطر جو لامتناہی سفر ہے لیکن ہمیشہ آگے بڑھنے والا ہے ہمیشہ مزید نیکیاں کمانے والا ہے' (۔)

اب جہاں تک بخشش کا تعلق ہے یہ ایک چھوٹی سی الجھن باقی رہ جاتی ہے کہ جنت میں کون سے گناہ ہوں گے جن کے لئے بخشش کی طلب ہے۔ اور یہ مضمون آنحضرت ﷺ کی بخشش کی دعاؤں کا مضمون بھی کھول رہا ہے۔ بخشش گناہوں کی موجودگی کو نہیں چاہتی' ضروری نہیں ہے کہ گناہ کے بغیر بخشش نہ مانگی جائے۔ بخشش میں کچھ اور بھی مضامین ہیں اور نور والوں کے تعلق میں بخشش اور معنے رکھتی ہے۔ وہ نور جو ابھی تمام کو نہیں پہنچا جب کہ سفر کرنے والے بہت ہیں اور ہر ایک کے نور کی منزل الگ الگ ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ ہر شخص کو نور اس کی حسب استطاعت ملا ہے اور اس میں خدا تعالیٰ نے کوئی حتمی فیصلہ ایسا نہیں فرمایا کہ جبراً کسی کو کم دے دیا' کسی کو زیادہ دے دیا۔ نور کے کم ہونے یا زائد ہونے کا اس شخص کی اپنی کمزوریوں سے بھی تعلق ہو سکتا ہے ان سابقہ اعمال سے بھی ہو سکتا ہے جس کے نتیجے میں ان کی وہ نورانی شکل بنی جس کے ساتھ وہ جنت میں سفر کریں گے۔ تو وہ دعا کریں گے (۔) نور مانگنے کے بعد کہ ہمارا نور کامل فرمادے' ساتھ یہ بھی دعا ہو گی کہ اگر کامل نہیں ہوا تو کچھ ہماری اندرونی کمزوری رہ گئی ہے کچھ ہماری جدوجہد میں کمی واقع ہوئی ہو گی' کچھ ایسی بات تو ضرور ہے کہ ہمیں نسبتاً کم نور عطا ہوا ہے۔ پس وہ جو قافلہ ہے اس کا نور یکساں نہیں ہے اور ہر جو قافلے میں شامل انسان ہے اس کی دعا ان معنوں میں الگ الگ ہے اس کی بخشش کا مضمون بھی الگ الگ ہے۔ آنحضرت ﷺ کی بخشش کا مضمون بھی جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے اس دنیا کی دعاؤں میں بھی گناہ سے تعلق نہیں رکھتا تھا۔ بخشش دراصل وہ جو ہمارے اردو اور پنجابی میں بخشیش کہا جاتا ہے اس سے بھی بخشش ایک تعلق رکھتی ہے کیونکہ غفران کا تعلق ایسی عطا سے ہے جس کا بندہ حق دار نہیں ہوا کرتا اور بے حق کے مانگتا ہے ورنہ گناہ گار کو کبھی بخشا جا ہی نہیں سکتا۔ گنہگار کی بخشش اس کے حق کی وجہ سے نہیں خالصتہً عطا سے تعلق رکھتی ہے۔ اور غالباً یہی وجہ ہے کہ پنجابی میں خصوصاً اور اردو میں بھی لفظ بخشیش جگہ بنا گیا ہے کہ ہمیں بخشیش کر۔ تو مراد ایسی عطا ہے جس کے ہم ہرگز حق دار نہیں ہیں اپنے فضل اور رحم کے ساتھ ہمیں عطا کردے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ کی بخشش کی دعائیں اس مضمون سے تعلق رکھتی تھیں اور بھی مضامین ہیں لیکن یہ خصوصیت کے ساتھ میرے پیش نظر رہتا ہے۔ اور یہاں جنت میں بخشش کی دعا مانگنا قطعی طور پر ثابت کردیتا ہے کہ یہ استنباط غلط نہیں ہے کیونکہ جنت میں تو گناہ کوئی نہیں ہوں گے۔ داخل اس وقت کیا گیا جب کہ کمزوریاں بھی دور کردی گئیں اور بخش بھی دیا گیا' سابقہ گناہوں سے تعلق کاٹ بھی دیا گیا۔ تو اگرچہ یہ بھی انسان سوچ سکتا ہے کہ ہو سکتا ہے وہ ماضی کی ان کمزوریوں کا حوالہ دے رہے ہوں جن کے نتیجے میں ان کا نور مکمل ہونے میں کچھ کمی رہ گئی ہے یا نسبتاً کمی رہ گئی ہے۔ مگر چونکہ اس قافلے کے قافلہ سالار حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں جو آغاز ہی سے نور بنائے گئے تھے اور پاک اور صاف اور ہر قسم کے عیوب کے داغ سے منزہ یہاں تک کہ کشفاً بچپن میں آپ کے دل کو دوبارہ بھی دھویا گیا یعنی تخلیق کے بعد بھی کشفی حالت میں فرشتے نازل ہوئے اور انہوں نے آپ کے دل کو دھویا۔ تو جس کو ایسی پاکیزگی اور ایسی عصمت نصیب ہو اس کے تعلق میں جب بخشش کی دعا کے متعلق انسان سوچتا ہے تو ہرگز وہ مراد نہیں ہو سکتی جو عام دنیا کی فہم میں ہے۔ صرف ذنوب کی بحث باقی رہ جاتی ہے۔ اس لئے میں نے کہا تھا یہ ایک الگ وسیع مضمون ہے مگر جب محض بخشش کا لفظ آئے تو اس وقت میرے نزدیک بخشش سے مراد محض عطائے کامل ہے جس کا استحقاق سے کوئی تعلق نہیں۔ اور یہاں "ذنوبنا" کا ذکر نہیں ہے۔ (۔) اے ہمارے رب ہمارے نور کو کامل فرمادے اور خواہ ہمیں استحقاق ہو یا نہ ہو کہ ہم اس منزل سے آگے بڑھیں تو ہمیشہ ہم سے ایسا بخشش کا معاملہ کر کہ تیرا رحم ہماری کمائیوں' محنتوں اور کوششوں سے بالا ہو' اس سے مستغنی اور بے نیاز ہو اور محض تیری طرف سے اترے (۔) تو اس چیز پر بھی قادر ہے یعنی ہر چیز پر قادر ہے تو چاہے تو اپنے بندے کو بے حساب دے دے' چاہے تو اپنے بندے کو بغیر حق کے دے دے۔ بے حد گنہگار ہو اس کو بھی دھو دے اور پاک صاف کردے۔ جب تیری ذات ایسی کامل اور ایسی مقتدر ہے' ہر چیز پر تو قدیر ہے تو پھر ہمارا دعا مانگنا بے محل نہیں ہے (۔)

"خدا اصل نور ہے ہر ایک نور زمین و آسمان کا اسی سے نکلا ہے یہاں اصل نور کا لفظ یہ ظاہر کرنے کی خاطر ہے کہ جہاں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات ہوئی تھی وہاں تو مثل نورہ ہی فرمایا گیا تھا اور یہاں ساری کائنات کو اللہ کا نور کہہ دیا گیا ہے تو کہیں کوئی یہ دھوکا نہ کھائے کہ کائنات تو ساری کی ساری نور خدا ہے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صرف ایک مثال ہیں (۔) حضرت بانی سلسلہ کوئی لفظ بھی ضرورت سے زائد نہیں رکھتے اور جو لازم ہے وہ ضرور رکھتے ہیں۔ اس لئے آپ نے فرمایا کہ یہاں "اصل" کا لفظ حذف ہے مراد یہ ہے کہ دراصل اللہ ہی نور ہے اور جو کچھ تمہیں دوسری صورتیں دکھائی دیتی ہیں وہ اس نور کا پرتو ہے "ہر ایک نور زمین و آسمان کا اسی سے نکلا ہے پس خدا کا نام استعارۃً پتا رکھنا" جیسے باپ کہا گیا ہے بائبل میں "اور ہر ایک نور کی جڑ اس کو قرار دینا اسی کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ انسانی روح کا خدا سے کوئی بھاری علاقہ ہے" (نسیم دعوت روحانی خزائن جلد 19 ص 386' 387) یعنی روح انسانی کا خدا تعالیٰ سے کوئی ایسا رشتہ ہے جس کو لفظ نور کے اشتراک سے ظاہر فرمایا گیا ہے وہی نور انسان کی روح کی صورت میں جلوہ گر ہوا ہے کیونکہ اس روح نے بالآخر اللہ کے نور کی طرف حرکت کرنا تھی یہ مراد ہے۔ اور خدا کا نور جب کہا جاتا ہے تو کیا مراد ہے۔ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ فرماتے ہیں' صحیح مسلم کتاب الایمان باب ان اللہ لا ینام' کتاب الایمان سے اس باب سے یہ حدیث لی گئی ہے جس کا عنوان ہے اللہ تعالیٰ یقیناً نہیں سوتا۔

"عن ابی موسیٰ قال قام فینا رسول اللہ ﷺ بخمس کلمات" پانچ باتوں کے لئے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان کھڑے ہوئے یعنی پانچ باتیں بیان فرماتے ہوئے (۔) کہ یقیناً اللہ تعالیٰ صاحب عزت و جلال نہیں سوتا نہ ہی اسے زیبا ہے' نہ اس کی شان کے مطابق ہے کہ وہ سوئے" (۔) وہ ترکڑی کے پلڑوں کو نیچے بھی کرتا ہے اور اونچا بھی کرتا ہے۔ قسط معنے انصاف' تو مراد ہے ترکڑی کے دو پلڑے ہوتے ہیں کوئی پلڑا نیچے ہو جاتا ہے کوئی اوپر چلا جاتا ہے۔ مفسرین کہتے ہیں یہاں مراد ہے کہ اعمال کا وزن کرتا ہے وہی فیصلہ کرتا ہے کہ کس کے اعمال ہلکے ہیں اور کس کے بھاری ہیں' کس کے قابل قدر ہیں کس کے رد کے لائق ہیں۔ (۔) پیشتر اس کے کہ دن کے اعمال شروع ہوں رات کے اعمال کا حساب لے لیا جاتا ہے۔ یعنی یہ خیال بھی ایک پوری طرح معاملے کو نہ سمجھنے کے نتیجے میں پیدا ہوتا ہے کہ صرف آخرت کے دن ہی حساب کتاب ہو گا۔ وہ حساب کتاب ہو چکا ہو گا صرف اس کے نتیجے ظاہر کئے جائیں گے۔ حساب کتاب تو روز روز ساتھ ساتھ ہو رہا ہوتا ہے۔ اسی حساب کتاب کے نتیجے میں ہماری روح یا جہنمی بن رہی ہوتی ہے یا جنتی بن رہی ہوتی ہے۔ پس سریع الحساب کا ایک یہ بھی مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ انتظار نہیں کرتا بہت لمبے عرصے کا حساب کا' کہ ساتھ ساتھ ایک حساب کا نظام جاری و ساری ہے اور انسان کی روح پر نیک اثرات بھی مترتب ہو رہے ہوتے ہیں' بد اثرات بھی مترتب ہو رہے ہوتے ہیں اور جو اس کا عمل ہے وہ اپنے نتیجے ساتھ ساتھ پیدا کرتا چلا جاتا ہے۔ پس وہ ترکڑی کے دو تھال ہیں جن کے اوپر وزن رکھا جاتا ہے مراد یہ ہے کہ ان کو نیچا بھی کرتا ہے' ان کو اونچا بھی کرتا ہے' ارادۃً نہیں بلکہ فیصلہ فرماتا ہے ایسا کہ جن کے نتیجے میں بعض اعمال بے وزن دکھائی دینے لگتے ہیں اور بعض اعمال باوزن دکھائی دینے لگتے ہیں۔ اور اس کی طرف رات کا عمل دن کے عمل سے پہلے اٹھایا جاتا ہے۔ مراد یہ ہے کہ ہر رات کی صف لپیٹنے کے ساتھ ہی اس رات میں جو بھی اعمال ہوئے ہیں ان سب کے متعلق فیصلہ ہو چکا ہوتا ہے کہ یہ اعمال کس نوعیت کے تھے' کیا ان کی حیثیت ہے' ایسے کرنے والے سے کیا سلوک ہونا چاہئے۔ اور ساتھ ہی دن کے اٹھنے سے پہلے دن کے حسابات بھی سارے طے ہو چکے ہوتے ہیں۔ پھر فرمایا (۔) اس کا حجاب نور ہے۔ یعنی لوگوں کے حجاب تو اپنے نور کو چھپانے کے لئے جیسے ہوتے ہیں ورنہ جو لوگ چھپنا چاہیں وہ اگر بغیر حجاب کے رہیں تو ننگے ہو جائیں گے۔ پس اللہ تعالیٰ نے نور کا حجاب اوڑھا ہوا ہے۔ عجیب مضمون ہے۔ لوگ نور چھپانے کے لئے حجاب استعمال کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے نور کا حجاب اوڑھا ہوا ہے۔ اس کا حجاب ہی نور ہے۔ پس جدھر تم دیکھو گے خدا کا نور دکھائی دے گا اور یہ وہ مضمون ہے جو کائنات پر نظر ڈالنے میں ایک نیا رنگ پیدا کردیتا ہے۔

امر واقعہ یہ ہے کہ جدھر بھی دیکھو اسی طرف خدا کا نور دکھائی دیتا ہے۔ چنانچہ حضرت (بانی سلسلہ) کی وہ نظم کہ ۔

چاند کو کل دیکھ کر میں سخت بے کل ہو گیا
کیوں کہ کچھ کچھ تھا نشاں اس میں جمالِ یار کا

یہ حجاب کی طرف اشارہ فرما رہے ہیں اور پھر ساری نظم نور ہی کی نظم ہے اور سب حجاب کی باتیں ہیں مگر حجاب پر غور کرو تو وہ حجاب نور دکھائی دے رہا ہے حالانکہ ہے حجاب۔ پس اللہ تعالیٰ کا نور جو ہے وہ ایک

ایسا حجاب ہے یا اللہ کا حجاب ایک ایسا نور ہے کہ یوں معلوم ہوتا ہے جیسے ہم خدا کو دیکھ رہے ہیں حالانکہ نور ہوتا ہے اور خدا نہیں کیونکہ خدا اس نور کے پردے کے پیچھے ہے۔ پس ہر چیز جو نور دکھائی دیتی ہے وہ ایک پردہ ہے اور جو پردہ زیادہ لطیف ہو گا اتنا ہی زیادہ اس کے پرلی طرف خدا دکھائی دے گا۔ ان معنوں میں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا پردہ چونکہ سب سے زیادہ شفاف تھا اس لئے فرمایا گیا کہ وہ مثال ہے اللہ کے نور کی۔ اگر قریب تر کوئی چیز دیکھنی ہے تو اس پردے کو دیکھو اس میں سے خدا کے نور کی زیادہ جھلکیاں دکھائی دیں گی۔ ورنہ ہر دوسرا پردہ جو نسبتاً کثیف ہے وہ اتنی زیادہ شان کے ساتھ اور سچائی کے ساتھ خدا کے نور کو ظاہر نہیں کرسکتا۔

پھر فرمایا نور کا حجاب خدا نے کیوں اوڑھا ہوا ہے۔ (۔) اگر خدا اپنے نور کا پردہ اٹھا دے تو اس کے چہرے کے جلوے' اس کی سبحات' اس کی جھلکیاں ہیں وہ حد نظر تک ہر مخلوق کو مٹا کر' جلا کر رکھ دیں' کوئی بھی چیز اس کو دیکھنے کی استطاعت نہیں رکھتی اور ہر چیز جل کر خاک ہو جائے۔ اس لئے یہ پردہ محض ایسے حجاب کے طور پر نہیں ہے کہ کوئی انسان اپنے عاشق سے چھپنا چاہتا ہے اور پوری طرح' کھلے دل کے ساتھ اپنے محبوب کو نظارہ نہیں کروانا چاہتا۔ یہ اور معنے رکھتا ہے۔ یہ یہ معنے رکھتا ہے کہ اے میرے عاشق میں تجھ سے اتنا پیار کرتا ہوں کہ تجھے ہلاک نہیں کرنا چاہتا۔ تجھے اپنا اتنا ہی نظارہ دکھاؤں گا جتنا تجھے برداشت کرنے کی استطاعت ہے۔ اس سے اگر آگے دکھایا تو پھر یہ تجھ پر ظلم ہو گا دیکھنے والا ہی کوئی باقی نہیں رہے گا۔ پس حضرت موسیٰؑ سے جو طور پر سلوک ہوا تھا وہ اسی مضمون کی طرف اشارہ کر رہا ہے کہ کنجوسی کا کوئی سوال ہی نہیں ہے۔ خدا تعالیٰ تو ہر ایک کو اپنا وجود دکھانا چاہتا ہے مگر اس کا نور یا اس کی ذات جو ہے وہ ایک ناقابل فہم جلوہ ہے ہمارے لئے جس تک ہمارے تصور کی بھی رسائی نہیں

خلافت لائبریری-ربوہ
Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہے۔جس کا پردہ جگمگا اٹھے ایک یہ بھی معنی ہے (۔) کہ اس کا تو پردہ ہر جگہ جگمگا رہا ہے وہ خود کیا ہو گا۔ جدھر بھی نظر ڈالو وہاں اس کی روشنی دکھائی دیتی ہے لیکن نظر میں نور ہو تو دکھائی دیتی ہے اگر نظر میں نور ہو تو کائنات کے ذرے ذرے میں اتنا نور دکھائی دیتا ہے (۔) ؎

کیا عجب تو نے ہر اک ذرہ میں رکھے ہیں خواص
کون پڑھ سکتا ہے سارا دفتر ان اسرار کا

تو نے کیسے عجیب خواص ہر ذرے میں رکھ دیئے ہیں ہر ایٹم میں ہر چھوٹی سے چھوٹی چیز میں "کون پڑھ سکتا ہے سارا دفتر ان اسرار کا" کہ ایک ذرے پر بھی نظر ڈال کے دیکھو تو اس کے اندر ایک اسرار کا عالم ہے۔کون ہے جو اس سارے عالم اسرار پر محیط ہو سکے اور سب کا نظارہ کر سکے۔

اور یہ بات جو حضرت (بانی سلسلہ) نے فرمائی اس وقت تک ایٹم کی توانائی اور اس کے اسرار کی کوئی بات لوگ سنتے ہی نہیں تھے۔ابھی یہ بات عام گفتگو میں داخل ہی نہیں ہوئی تھی۔مگر چونکہ حضرت (بانی سلسلہ) اللہ کے نور سے دیکھ رہے تھے اس لئے آپ نے اس حقیقت کو جان لیا (۔) کہ خدا نے جو کچھ بھی پیدا کیا اس کا ذرہ ذرہ ایک نور ہے جو خدا کا حجاب ہے۔اور حجاب کا نور ہونا میرے نزدیک یہی معنے رکھتا ہے کہ جو اس کے پیچھے ہے اس سے چمک رہا ہے اور کثیف سے کثیف بھی ہو تو جو اس کے پیچھے جلوہ گر ہے اتنی شان کا جلوہ گر' اس قوت کے ساتھ جلوہ گر ہے کہ ہر حجاب اس کے چہرے پر نور بن گیا ہے۔پس اس پہلو سے حضرت (بانی سلسلہ) جب کائنات کا مطالعہ کرتے ہیں تو بے اختیار کہتے ہیں "کون پڑھ سکتا ہے سارا دفتر ان اسرار کا" (۔) نور تو اس کے چہرے کا نقاب ہے (۔) اگر وہ اپنا چہرہ دکھا دے (۔) تو اس کے چہرے کا جلال اور اس کی چمک دمک' اس کا جلوہ تا حد نظر ہر مخلوق چیز کو جلا کر رکھ دے۔

پھر صحیح بخاری میں ایک اور بڑی یعنی ہر حدیث ہی بہت گہری اور آسمانوں کی سیر کرانے والی ہے مگر اس کا جس کا نور سے تعلق ہے۔یہ حدیث بھی ایک خاص لطف اپنے اندر رکھتی ہے۔حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے صحیح بخاری کتاب الدعوات باب الدعاء اذاانتبہ باللیل "اس میں ترجمہ میں آپ کے سامنے پڑھ کے سنا دیتا ہوں۔حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنی خالہ ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں رات بسر کی۔.....رسول اللہ ﷺ نے رات کو اٹھ کر وضو کیا اور نماز تہجد ادا کی.....اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا پڑھتے تھے اے اللہ میرے دل میں نور پیدا کر دے اور میری آنکھوں میں نور اور میرے کانوں میں نور اور میرے دائیں نور اور میرے بائیں نور اور میرے اوپر نور اور میرے نیچے نور اور میرے آگے نور اور میرے پیچھے نور کر دے اور مجھے نور بنا دے۔

اب یہ جو حدیث ہے یہ اس لئے میں آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں کہ اس سے بعض جو سرسری نظر سے دیکھنے والے ہوں ان کے لئے غلط فہمیاں پیدا ہو سکتی ہیں۔آنحضرت ﷺ کو "مثل نورہٖ" قرار دے کر پھر جو نقشہ کھینچا گیا ہے وہ تو حیرت انگیز ہے کہ آسمان سے شعلہ نور نہ بھی اترتا تو یہ از خود بھڑک اٹھنے کے لئے تیار تھا پھر یہ دعا کیا معنے۔اور پھر (کلام الٰہی) میں جو خوش خبری دی گئی ہے نور کی اس کے دائیں طرف چلنے کا ذکر ہے اور یہاں بائیں طرف بھی نور مانگا گیا ہے اور انسان پیچھے کی طرف تو نہیں جایا کرتا' پیچھے بھی نور مانگا گیا ہے تو اس حدیث کے حوالے سے ان اطراف کا کیا معنی ہے اور اس دعا کا کیا مقصود ہے۔فرمایا اے اللہ میرے دل میں نور پیدا کر دے۔اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دل تو نور الٰہی کی تخت گاہ تھا اور منور اور روشن دل تھا۔"پیدا کر دے" سے کیا مراد ہے؟ درحقیقت یہ وہ نور ہے جو جیسا کہ میں نے بیان کیا تھا جس کی انتہا کوئی نہیں ہے جو بڑھنے والا ہے۔

اس دعا میں دو باتیں ہیں جو بالکل واضح ہیں۔اول یہ کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا مقام انکسار دکھایا گیا ہے۔دوسرا مقام عرفان بتایا گیا ہے۔انکسار اس پہلو سے کہ جس کو خدا تعالیٰ یہ خوش خبری دے کہ (۔) آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مجھے خدا نے جو بتایا ہے اس لحاظ سے خدا نے جو کچھ بھی پیدا کیا ہے سب سے پہلے میرا نور پیدا کیا۔جس کو یہ خبر مل چکی ہو' جس کو خدا کے نور کی مثال قرار دیا گیا ہو اور جس کو آسمان سے اترنے والا نور قرار دیا گیا ہو جس کے ساتھ (کلام الٰہی) کا نور اترا وہ یہ کیا کہہ رہا ہے کہ اے خدا میرے دل میں نور رکھ دے۔اس کا مطلب واضح ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم انکسار کے بھی انتہائی مقام پر تھے اور عرفان کے بھی انتہائی مقام پر تھے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم جانتے تھے کہ نور کے عطا ہونے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ پورا خدا مل گیا ہے یا خدا کے نور کی انتہا کسی کو عطا ہو سکتی ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم بندے کا مرتبہ سمجھتے تھے اور جانتے تھے کہ یہ نسبتی باتیں ہیں۔اللہ تعالیٰ کی طرف بڑھنے کا سفر لامتناہی ہے' کبھی ختم ہونے والا نہیں اور خدا سے نور اس طرح مانگوں جیسے جھولی خالی ہو۔یہ انکسار کا بھی کمال ہے اور عرفان کا بھی کمال ہے۔(۔) جس طرح ایک خالی جھولی والا فقیر بن کر حضرت موسیٰؑ نے دعا مانگی تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں دعا مانگی گویا میں تو نور مانگ رہا ہوں مجھے تو نور نہیں ابھی ملا۔نہیں ملا کا لفظ نہیں ہے لیکن دعا کی طرز یہ ہے اللہ میرے دل میں نور پیدا کر دے۔

دوسرے اس میں یہ مضمون ہے کہ نور کی عطا کے ساتھ نور کی پیاس بجھ نہیں جایا کرتی بلکہ بڑھ جایا کرتی ہے۔اور وہ سب جاہل ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم نے سب کچھ پا لیا۔ہمیں اللہ سے مل گیا' وحی نازل ہو گئی' یہ مل گیا' وہ مل گیا' ان سے بڑا بے وقوف دنیا میں کوئی نہیں کیونکہ جس کو سب سے زیادہ ملا اس نے ایسے جھولی پھیلائی جیسے خالی ہو۔اس نے تو ایسے ہاتھ بڑھایا جیسے ہاتھ میں کچھ بھی نہیں تھا۔تو مراد یہ ہے کہ دینے والے کی عطا لامتناہی ہے اور ہر عطا کے بعد اور مانگو اور مانگو اور مانگو۔یہی وجہ ہے کہ جنت کے سردار حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو اپنے ہمراہیوں کے ساتھ جنت میں اس طرح آگے بڑھتے ہوئے دکھایا گیا ہے کہ منہ پر یہی دعا تھی (۔) اے ہمارے رب ہمارا نور تمام کر دے' مکمل کر دے تو وہی دعا جو

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت میں کرنی تھی یہ وہی مضمون ہے اس دنیا ہی سے اس دعا کا آغاز ہو چکا تھا۔آپ فرماتے تھے کہ اے میرے رب میرے دل میں نور پیدا کر دے یعنی اتنا لطف آیا ہے پہلے نور سے اس کے باوجود بھوک نہیں مٹی اور مزید کی طلب پیدا ہو گئی ہے۔پس پیدا کر دے سے مراد نیا اور نور عطا کر دے یہ مراد ہے نہ کہ واقعتہً ایک خالی دل ہو۔پس یہ دعا کے بھی انداز ہیں اور انکسار کے بھی اور معرفت کے یہ خاص انداز ہیں جو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے اللہ سے سیکھے اور (۔) سکھائے۔

فرمایا میری آنکھوں میں نور اور میرے کانوں میں نور۔اور آنکھوں کا نور نہیں تھا تو دیکھا کس طرح پھر۔آنکھوں کا نور تھا اور اتنا تھا کہ دنیا میں کسی کو وہ نور عطا نہیں ہوا کیونکہ آنکھ کے نور کے نتیجے میں انسان آسمانی نور کو دیکھ سکتا ہے۔اور سب سے زیادہ نور الٰہی کے جلوے' نور الٰہی ذات میں تو کسی کو دکھائی نہیں دے سکتا۔اس کی تجلیات آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھی تھیں۔ابھی آنکھوں کی حرص بھی پوری نہیں ہوئی اور یہ ایک ایک عضو کر کے بتایا جا رہا ہے اس میں محبت کی انتہا بھی دکھائی دیتی ہے۔اتنا پیار ہے اللہ کے نور سے کہ ایک ایک عضو کے لئے الگ الگ جھولی پھیلائی جا رہی ہے' ہاتھ اٹھایا جا رہا ہے' اے اللہ مجھے تجھ سے اتنا پیار ہے کہ میرے دل میں نور پیدا کر دے' میری آنکھوں میں نور عطا کر دے' اور میرے کانوں میں نور۔ میرے کان کیوں محروم رہیں ان کو بھی نور کی بھیک عطا کر اور میرے دائیں بھی نور عطا کر اور میرے بائیں بھی نور عطا کر دے۔

یہاں وہ نیکی اور بدی والا مضمون نہیں ہے۔یہاں محبت کی انتہا کا مضمون ہے کہ مجھے غرق کر دے اپنے نور میں۔میری ہر طرف تیرے نور سے روشن ہو جائے اور ان معنوں میں کہ بائیں طرف بھی نیکیوں کی آماجگاہ بن جائے۔(۔) بائیں طرف سے ہمیشہ شیطان حملے کرتا ہے اور عموماً نور کا تعلق ان معنوں میں دائیں طرف سے رکھا جاتا ہے۔مگر جہاں محبت کا مضمون ہو' جہاں عشق کی انتہا ہو اور انسان یہ کہنا چاہے کہ اے خدا مجھے اپنے نور میں غرق کر دے وہاں بائیں طرف بھی نور مانگا جاتا ہے اور یہ نور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا ہو چکا تھا کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی نے تو فرمایا ہے کہ میرا شیطان بھی مسلمان ہو گیا ہے۔وہ بھی بدی کی طرف نہیں بلکہ نیکی کی طرف ہدایت دے رہا ہے' میرا نفس امارہ بھی گویا نیکی کی تعلیم دینے والا بن چکا ہے۔

پس یہ مضمون ہے جس میں وہ مضمون جو میں نے پہلے بیان کیا تھا چونکہ وہ مراد نہیں اس کا زاویہ مختلف ہے اس لئے تصادم نہیں ہے کوئی ٹکراؤ نہیں ہے بلکہ ایک اور انداز ہے نور مانگنے کا اور نور کے معنوں کا۔اور میرے اوپر بھی نور اور میرے نیچے بھی نور وہی غرقابی کا مضمون اور غرق ہو کے انسان تہہ تک تو پہنچ جایا کرتا ہے مگر اس چیز کی تہہ تک جس کی کوئی تہہ ہو۔وہ سمندر جو لامتناہی ہو' جس کی کوئی تہہ موجود نہ ہو' جس کا نہ دائیں کنارہ' نہ بائیں' نہ آگے' نہ پیچھے' نہ اوپر نہ نیچے' اس میں یہی دعا ہے جو موزوں دکھائی دیتی ہے اور بعینہ یہی ہونی چاہئے تھی مگر صاحب عرفان کے لئے۔فرمایا میں تجھ میں ڈوبتا چلا جاؤں لیکن ہمیشہ میرے نیچے تو رہے گا میں کبھی بھی تیری آخری حد کو نہیں پہنچ سکتا نہ اوپر' نہ دائیں' نہ بائیں' نہ آگے' نہ پیچھے' ہر طرف تو ہی تو ہو اور پھر بھی سفر جاری رہے۔سفر جاری ہونا اس دعا سے ظاہر ہے یعنی میں دعا مانگ رہا ہوں' مانگتا چلا جاؤں گا اور اس مضمون کو میرے لئے تو کامل فرماتا چلا جا۔اور پھر فرمایا اور مجھے نور بنا دے۔حالانکہ نور بن چکے تھے۔پس جو نور بن چکا ہو وہ کہتا ہے مجھے نور بنا دے اس میں وہی مضمون ہے جو میں بیان کر رہا ہوں۔نور بننے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت کا انکسار بھی اس نور سے چمک اٹھا ہے۔طبیعت کا جو انکسار ہے یہ بعض دفعہ اندھیروں کے نتیجے میں ہوتا ہے' بعض دفعہ روشنی کے نتیجے میں' اندھیروں کے نتیجے میں تو انسان کو اپنی جہالت میں اپنا پتہ ہی کچھ نہیں

اور اس وجہ سے بعض دفعہ منکسر ہو جاتا ہے اور یہ بات اندھیروں کے انکسار کی ایک تمثیل کی صورت میں بتائی گئی ہے کہ ایک دفعہ ایک شیر کو بھیڑوں کے گلے میں پالا گیا تو وہ بے چارہ اپنے آپ کو بھیڑ ہی سمجھا کرتا تھا اور ہر کتے کے بھونکنے سے ڈر جایا کرتا تھا۔حالانکہ تھا شیر۔تو انکسار وہ کوئی نیکی کا انکسار نہیں تھا وہ جہالت کا انکسار تھا۔اپنے نفس کی معرفت نہیں تھی اس کو کہ میں کون ہوں یہاں تک کہ ایک دفعہ واقعتہً شیر گرجا ہے تو اس کے اندر کا شیر بھی جاگ اٹھا اور پھر وہ پلٹا ہے اس کے اوپر حملہ آور ہو کر تو سارے گلے کی حفاظت کا موجب بن گیا۔تو ذات کا عرفان نہ ہونے کے نتیجے میں بعض دفعہ انسان اپنی عظمت سے محروم رہ جاتا ہے' بعض دفعہ اپنی اصل حقیقت سے محروم ہو جاتا ہے۔اور وہ جو دوسرا عرفان ہے وہ انکساری پیدا کرتا ہے لاعلمی کی وجہ سے نہیں کچھ جاننے کے باوجود پھر انسان سمجھتا ہے کہ میں تو کچھ بھی نہیں۔جو کچھ ہے وہاں سے ملا ہے اور جو کچھ ملا ہے وہ مکمل ہو ہی نہیں سکتا کیونکہ ذات لامحدود ہے۔جس کے اندر لامتناہی عطا کی قوتیں موجود ہوں اس سے ایک گھونٹ مانگ بھی لیا تو کیا فرق پڑے گا۔اگر سمندر بھی مانگ لوگے تو تب بھی فرق کوئی نہیں پڑے گا۔کیونکہ تمہارا جو ظرف ہے وہ تو محدود ہے مگر عطا کرنے والا لامحدود ہے۔پس اس سے مانگو اس میں ایک اور مضمون جو محمد رسول اللہ ﷺ کے حوالے سے پیدا ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ظرف بھی بڑھ رہا تھا اور جتنا خدا تعالیٰ کا نور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر جلوہ گر ہو رہا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ظرف کی توفیق بڑھتی چلی جا رہی تھی' سیرابی کی کوئی ایسی منزل نہیں آئی جس میں آپ نے سمجھا ہو کہ جتنا سما سکتا تھا سما چکا ہو بس اب اس سے زیادہ میں سمیٹ نہیں سکتا۔ورنہ ایک پیالی کو آپ سمندر میں ڈبوئیں اور پھر وہ پیالی اور پانی مانگے اور اور پانی مانگے تو بالکل بے معنی بات ہے۔وہ پیالی ڈوبے گی۔جتنا بھرنا تھا بھر گئی پھر جب تک وہ الٹے نہ ایک دفعہ اور پانی مانگ نہیں سکتی اور خدا کا نور کب الٹا دیا جاتا ہے وہ تو ہمیشہ کے لئے ساتھ چمٹا کے رکھا جاتا ہے۔

پس آنحضرت ﷺ کا ظرف ہمیشہ تدریجاً ترقی کر رہا تھا۔جتنا نور عطا ہوتا تھا ظرف بڑھ جاتا تھا اور یہی اہل جنت کی دعا کا مفہوم ہے جو اس مثال سے میں نے آپ پر کھولا ہے۔اہل جنت جو یہ دعا مانگیں گے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہ اے خدا ہمارے آگے بھی نور کر ہمارے دائیں بھی نور کر اور ہمارے نور کو تمام کر دے کامل کرتا چلا جا۔ یہ مراد ہے سب کچھ عطا ہونے کے باوجود خدا تعالیٰ ان کے ظرف بڑھاتا رہے گا' ان کی پیاس پہلے سے زیادہ کرتا چلا جائے گا اور یہ لامتناہی سفر جو ہے وہ چونکہ ہمیشہ نئی منزلوں کی طرف ہے' نئے نئے حسن کے نظاروں کی طرف ہے اس لئے کبھی بور نہیں ہو سکتا۔ خدا کے حجاب میں بھی ایسا حسن ہے کہ اس کے سفر میں اگر آپ حرکت میں رہیں اور ایک حجاب کے پہلو سے دوسرے حجاب کی طرف منتقل ہوتے رہیں تو ساری زندگی یہ سفر کریں کبھی آپ کو ایک لمحہ بھی اکتانے کا نصیب نہیں ہو سکتا' کبھی آپ اکتاہٹ محسوس نہیں کر سکتے۔

اور یہ مضمون اسی (۔) طرف پھر اشارہ کرتا ہے (۔) دیکھو خدا تمہاری خاطر کیسے کیسے جلوے دکھاتا چلا جا رہا ہے ہر لمحہ اس کی شان بدلتی ہوئی دکھائی دے رہی ہے حالانکہ وہ بدلتا نہیں ہے۔ پس دیکھو تو سہی اپنی آنکھیں پیدا کرو اس کے حسن کے نظارے کی پھر یہ تمہاری زندگی کا تمام سفر حسن کا سفر ہو جائے گا اور کبھی ایک لمحہ کے لئے تم اکتا نہیں سکتے' بور نہیں ہو سکتے' پس یہ سفر ہے جو اس دنیا میں ہمیں کرنے کا سلیقہ آنا چاہئے اور پھر جنت کے سفر کی اہلیت عطا ہو گی اور اس شرط کو یاد رکھو کہ جنت میں کوئی ایسا شخص حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی معیت میں چلنے کی توفیق نہیں پائے گا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کسی پہلو سے بھی ندامت کا موجب بنتا ہو۔ جو ندامت کے موجب بنتے تھے دنیا ہی میں وہ اپنی معافیاں مانگ چکے ہوں گے۔ تب ایسی جنت میں داخل کئے جائیں گے۔ جو کمزوریاں اور داغ رکھتے تھے دنیا ہی میں (توبہ نصوح) کے ذریعے وہ کمزوریاں اور داغ دھونے کے فیصلے کر چکے ہوں گے اور پھر اللہ تعالیٰ ان کو دھو چکا ہو گا۔ اس لئے ایسی موت مانگو جس موت سے پہلے یہ سارے مراحل طے ہو چکے ہوں اور کوئی کثافت ایسی (۔) ساتھ لے کر (۔) اس دنیا میں نہ جائیں (۔) محمد رسول اللہ ﷺ کی معیت سے اس لئے محروم کر دے کہ (۔) ساتھ محمد رسول اللہ ﷺ کے لئے کسی پہلو سے بھی کا موجب ہو۔

یہ نور ہے اور یہ نور کا سفر ہے جسے سمجھنا چاہئے' جس کے لئے دعائیں کرنی چاہئیں اور جس طرح آنحضور ﷺ نے اپنی دعا کے ذریعے (۔) اس نور کے مانگنے کے انداز سکھائے اور نور عطا ہو جانے کے باوجود پھر مزید طلب کی حکمت بھی (۔) سمجھا دی اور خود ہمیشہ اس کی لامتناہی طریق پر طلب کرتے چلے گئے' کبھی نہ تھکے نہ ماندہ ہوئے۔ یہ مضمون بھی سمجھنا اس لئے ضروری ہے کہ نور کے سفر میں بعض دفعہ نور ہی ظلمات میں انسان کو غرق کر دیا کرتا ہے۔ ایسے شخص کا نور جس میں تکبر پایا جائے جس میں محمد رسول اللہ ﷺ کا انکسار نہ ہو اس کا نور بسا اوقات اس کو ہلاکت میں مبتلا کر دیتا ہے۔ ایسے گڑھے میں دھکیل دیتا ہے جس سے نکلنا اس کے بس میں نہیں رہتا بلکہ اس میں رہنا اس کی تقدیر بن جایا کرتا ہے۔ پس نور کا حصول خود بھی تو خطرات کا ایک مضمون (۔) دکھ رہا ہے۔ ایک خطرات سے پر راستہ بھی دکھا رہا ہے اور یہ نور ہو تو دکھائی دیتے ہیں۔ اور جب نور اس درجہ روشن ہو جائے کہ وہ اس رستے کے نقصان اور خطرات بھی دکھانے لگے تو پھر بخشش کی دعا ایک بے ساختہ دعا ہے اور ان معنوں میں حصول نور کے بعد پھر بخشش کی دعا آتی ہے (۔)

روزنامہ الفضل ربوہ	پبلشر : آغا سیف اللہ - پرنٹر : قاضی منیر احمد مطبع : ضیاء الاسلام پریس - ربوہ مقام اشاعت : دار النصر غربی - ربوہ	قیمت 2 روپے 50 پیسے

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ (ہماری دلی دعائیں آپ کے لئے) فرماتے ہیں

جب دنیا کے لئے ایسے کام کر لیتے ہیں تو کیا وجہ ہے کہ حقیقی آرام اور ہمیشہ کے سکھ کے لئے اتنی کوشش نہیں کی جاتی اصل میں ایسے لوگ خدا تعالیٰ کی اور خدا تعالیٰ کے انعام اکرام کی قدر نہیں کرتے اگر اسکی قدر کرتے تو جان کیا چیز تھی جو قربان کرنے کے لئے تیار نہ ہو جاتے۔ اصلی زندگی اور حقیقی سکھ تو ہے ہی وہ جو خدا تعالیٰ کی راہ میں مرنے سے حاصل ہوتا ہے حقیقی زندگی تو اپنے آپ پر ایک موت وارد کر لینے سے ہی ملا کرتی ہے ایسے لوگ جو جنتروں اور منتروں اور ٹونوں اور ٹوٹکوں کی تلاش میں پھرتے رہتے ہیں دین کے لئے کوشش کرنا چاہتے ہی نہیں بلکہ چاہتے ہیں کہ بڑے آرام سے اور گھر بیٹھے بیٹھائے قلب کی صفائی حاصل ہو جائے اصل میں جھوٹے قصوں اور کہانیوں نے ان لوگوں کو بڑا نقصان پہنچایا ہے اور ایسی باتوں سے انہوں نے سمجھ رکھا ہے کہ دین ایک ایسی چیز ہے جو جنتروں منتروں اور تعویذوں سے حاصل ہو سکتا ہے

گناہوں سے بچنے کا بڑا ذریعہ خوف الٰہی ہے

یاد رکھنے کا مقام ہے کہ بیعت کے چند الفاظ جو زبان سے کہتے ہو کہ میں گناہ سے پرہیز کروں گا یہی تمہارے لئے کافی نہیں ہیں اور نہ صرف ان کی تکرار سے خدا راضی ہوتا ہے بلکہ خدا تعالیٰ کے نزدیک تمہاری اس وقت قدر ہو گی جبکہ دلوں میں تبدیلی اور خدا تعالیٰ کا خوف ہو۔ ورنہ ادھر بیعت کی اور جب گھر میں گئے تو وہی برے خیالات اور حالات رہے تو اس سے کیا فائدہ؟ یقیناً مان لو کہ تمام گناہوں سے بچنے کے لئے بڑا ذریعہ خوف الٰہی ہے۔ اگر یہ نہیں ہے تو ہرگز ممکن نہیں کہ انسان ان سب گناہوں سے بچ سکے۔

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

ملک سیف الرحمان صاحب

حضرت امام ابو حنیفہؒ

آپ کا نام نعمان بن ثابت بن زوطی' کنیت ابو حنیفہ اور لقب امام اعظم تھا۔ آپ 80 ہجری میں کوفہ میں پیدا ہوئے اور 150 ہجری میں جبکہ آپ کی عمر ستر سال کے قریب تھی بغداد میں فوت ہوئے۔

(یہ کنیت کیوں مشہور ہوئی اس میں اختلاف ہے۔ ایک روایت یہ ہے کہ آپ چونکہ اعتدال کے عادی تھے' افراط و تفریط سے بچتے تھے۔ آپ نے بڑی معتدل راہ اختیار کر رکھی تھی اس لئے آپ ابو حنیفہ کی کنیت سے مشہور ہوئے۔ بعض کا خیال ہے کہ عراقی زبان میں حنیفہ دوات کو کہتے ہیں۔ چونکہ تدوین فقہ کے کام کے سلسلہ میں ہر وقت آپ کی مجلس دواتوں سے بھری رہتی تھی آپ کے ہر شاگرد کے پاس دوات ہوتی تھی اس لئے آپ کی شہرت ابو حنیفہ کی کنیت سے ہوئی)
(ابو حنیفہ صفحہ 163)

آپ کا گھرانہ کابل (افغانستان) کے ایک معزز اور مذہبی پیشوا خانوادہ سے تعلق رکھتا تھا جو کابل کے مجوسی معبد کا موبد خاندان تھا۔ کابل کی فتح کے بعد امام ابو حنیفہ کے دادا زوطی اپنے خاندان کے ساتھ کوفہ میں آبسے تھے۔ یا قید ہو کر آئے۔ مسلمان ہو گئے اور بنو تیم بن ثعلبہ سے عقد ولا قائم ہوا۔ (عجم کے رہنے والے جو عرب مسلمانوں کے معاشرہ کا حصہ بن جاتے ان کو موالی کہا جاتا تھا) کہا جاتا ہے کہ زوطی کو حضرت علیؓ سے بے حد عقیدت تھی آپ نے ایک لذیذ مشروب جس کا نام فالودہ تھا اور کابل کے لوگ اس کے بنانے میں ماہر تھے حضرت علیؓ کی خدمت میں نذر کیا۔ آپ کے ہاں لڑکا پیدا ہوا تو اس کا نام ثابت رکھا اور اس کی کامیاب زندگی اور مبارک ذریت کے لئے حضرت علیؓ سے دعا کرائی۔

امام ابو حنیفہ طویل القامہ' کھلا اور بشاش چہرہ' کھلتا سفید گندمی رنگ' گھنی داڑھی' وضع قطع کے لحاظ سے بڑے خوش پوش' صاف ستھرے رہن سہن کے مالک بزرگ تھے اور ہمیشہ خوش رہنے والے مطمئن المزاج صابر و شاکر عالم سمجھے جاتے تھے۔ آپ کے دادا زوطی نے کوفہ آ کر کپڑے کا کاروبار شروع کیا اور اس میں خوب ترقی کی۔ یہ تجارتی کاروبار امام ابو حنیفہ کو ورثہ میں ملا۔ آپ بھی تجارت کا بڑا گہرا ملکہ رکھتے تھے۔ بچپن سے ہی اپنے والد ثابت کے ساتھ کام کاج میں حصہ لینے لگے۔ پھر جب آپ پر پورا بوجھ پڑا تو آپ نے اپنی ذمہ داری کو سمجھتے ہوئے نہ صرف کاروبار سنبھال لیا بلکہ اس کو مزید ترقی دی۔ اس زمانہ میں کپڑے کی ایک مشہور قسم بہت پسند کی جاتی تھی اس کا نام خز تھا اور خوب بکتا تھا۔ ریشم اور اون کی ملاوٹ سے بنتا تھا۔ آپ نے اس کپڑے کے بنانے کے لئے کھڈیاں لگوائیں اور شرکت کے اصول پر کاروبار کو چلایا۔ مختلف شہروں میں اس کی ایجنسیاں قائم کیں جہاں آپ مال بھجواتے اور خوب منافع کماتے۔ تجارتی مہارت کی وجہ سے دوسرے لوگ بھی اپنی اپنی رقمیں کاروبار میں لگانے یا محفوظ رکھنے کے لئے آپ کو دیتے رہتے۔

ایک دفعہ آپ نے ایک نوجوان کو ایک لاکھ ستر ہزار درہم بھجوائے اور کہا کہ تمہارے والد کی یہ رقم میرے پاس تھی جو وہ وفات سے پہلے واپس نہیں لے سکے تھے۔ اسی طرح تاریخ نے اس واقعہ کا بھی ذکر کیا ہے کہ جب آپ فوت ہوئے تو پچاس ہزار کے قریب ایسی رقمیں آپ کے پاس لوگوں کی تھیں جو وفات کے بعد واپس ہوئیں۔ بہرحال مالی لحاظ سے امام ابو حنیفہ بڑے خوشحال تھے اور آپ کو کبھی بھی کسی قسم کی مالی پریشانی سے دوچار نہیں ہونا پڑا تھا۔

امام ابو حنیفہؒ اور علم جیسا کہ ذکر آچکا ہے آپ شروع سے ہی ہوش سنبھالتے ہی تجارتی کاروبار سے متعلق ہو گئے تھے اور مروجہ علوم کی طرف توجہ مبذول نہ کر سکے تھے۔ آپ کی عمر پندرہ سال کی ہو گی کہ ایک روز بازار میں جاتے جاتے اس زمانہ کے مشہور محدث حضرت امام شعبیؒ سے ملنے کا اتفاق ہوا۔ کسی بات پر انہوں نے محسوس کیا کہ بچہ ذہین ہے اور قابل لگتا ہے اس پر انہوں نے ابو حنیفہ کو نصیحت کی کہ وہ تحصیل علم کی طرف توجہ کریں۔ آپ امام شعبیؒ کی نصیحت سے متاثر ہوئے اور طبعی مناسبت کے لحاظ سے کوفہ کے مختلف مدارس کا جائزہ لیا۔ شروع شروع میں آپ نے علم کلام میں دلچسپی لی اور اس کے لئے بصرہ بھی گئے جو اس زمانہ میں علم کلام کا مرکز تھا لیکن کچھ مطالعہ کے بعد اس نتیجہ پر پہنچے کہ اس علم میں توغل اور انہماک انسان کو جھگڑالو اور مکابرہ پسند بنا دیتا ہے۔ اس کی ساری بحثیں بے کار اور بے نتیجہ ہیں اور ان کا مآل سخت دلی اور سیاہ باطنی ہے۔ یہ باتیں سوچ کر آپ نے اس شغل کو ترک کر دیا لیکن علم سے جو دلچسپی اور انس پیدا ہو گیا تھا اس نے آرام سے نہ بیٹھنے دیا۔

آپ نے فقہ کے مدارس کا جائزہ لیا کیونکہ اس زمانہ میں اس علم کا بھی خاصا چرچا تھا۔ آپ کو حضرت حماد بن ابی سلیمانؒ کا درس فقہ بہت پسند آیا۔ حماد روایت اور درایت کے جامع تھے اور کوفہ کے سربرآوردہ عالم اور فقیہہ مشہور تھے۔ چنانچہ ابو حنیفہ ان کے مدرسہ سے منسلک ہو گئے اور فقہ کا درس لینا شروع کیا۔ اور پھر استاد اور شاگرد مناسبت طبع کے لحاظ سے فیضان علمی کا سرچشمہ بن گئے اور یہ تعلق بڑھتے بڑھتے عاشقانہ رنگ اختیار کر گیا۔ حضرت حماد' امام ابراہیم نخعی کے شاگرد تھے اور نخعی کو بواسطہ علقمہ مشہور صحابی حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے شرف تلمذ حاصل تھا۔ حضرت ابن مسعودؓ کو حضرت عمرؓ نے علم دین سکھانے کے لئے کوفہ بھیجا تھا۔ نخعی نے

باقی صفحہ 6 پر

خلافت لائبریری ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ابن العطاء

میرا کالم

بات ہو رہی تھی تعلیم کی اور امتحانات کے پاس کرنے کی۔ اور کہا یہ جا رہا تھا کہ جب بچہ امتحان میں پاس نہیں ہوتا تو والدین اسے کوستے ہیں اور کہتے ہیں کہ تو ہے ہی کند ذہن جب کند ذہن کا لفظ سامنے آیا تو کسی نے پوچھا کہ کیا کچھ لوگ کند ذہن بھی ہوتے ہیں۔ جواب ملا کہ غالباً کند ذہن تو کوئی بھی نہیں ہوتا توجہ کی کمی ہوتی انسان بات کو سمجھ نہیں پاتا۔ اگر توجہ سے سنے اور توجہ سے پڑھے تو اسے بات سمجھ آجائے گی۔ یہ بات ہے تو کسی قدر درست لیکن کیا واقعی کوئی شخص کند ذہن نہیں ہوتا۔ بعض لوگ توجہ اور محنت کے باوجود کسی بات کو نہیں سمجھ پاتے تو وہ ہوئے نا کند ذہن اگر ایک آدمی ذہین ہو سکتا ہے اور اسے ذہین کہا جاتا ہے تو اس کا یہی مطلب ہوتا ہے کہ اس کا ذہن دوسروں سے زیادہ بہتر ہے اور جن سے اس کا ذہن زیادہ بہتر ہے ان میں تو کچھ ایسے بھی تو ہوں گے جنہیں کند ذہن کہا جا سکتا ہے لیکن بہرحال بحث جب آگے چلی تو اس بات پر زور دیا گیا کہ توجہ اور محنت سے کند ذہنی کو کسی حد تک زائل بھی کیا جا سکتا ہے۔ یہ تو ٹھیک ہے کہ ایسا کرنے سے انسان بہت زیادہ ذہین نہ کہلانے لگے لیکن یہ بات بھی درست ہے کہ کسی حد تک تو وہ ذہین ہو ہی جائے گا۔ کہتے ہیں کہ توجہ دی جائے اور محنت کی جائے تو کامیابی حاصل ہو جاتی ہے۔ اگرچہ کامیابی کے بھی معیار ہیں۔ بعض طالب علم 33 فیصد نمبر لے کر پاس ہوتے ہیں اور بعض 90 سے بھی زیادہ لے جاتے ہیں فرق تو ہوا نا۔ اگرچہ یہاں بھی یہ کہا جا سکتا ہے کہ جن طالب علموں نے توجہ نہیں دی اور محنت نہیں کی ان کے نمبر کم آتے ہیں لیکن کم نمبر آئے تو ہیں اور اس کا مطلب یہ ہے کہ کامیاب تو وہ ہو گئے لیکن نمایاں کامیابی نہیں۔ نمایاں کامیابی انہی طالب علموں کو ملتی ہے جو توجہ بھی دیتے ہیں اور محنت بھی کرتے ہیں اور پڑھنے کے وقت کو ضائع نہیں کرتے۔ کھیلتے تو ضرور ہیں۔ اور کھیلنا ہے بھی ضروری لیکن کھیلتے صرف اس وقت ہیں جب کھیلنے کا وقت ہو۔ پڑھنے کا وقت ہو تو پوری توجہ کے ساتھ اور خوب محنت کر کے پڑھتے ہیں۔

اس گفتگو کے دوران رٹنے کی بات بھی آگئی کہ رٹا لگانا توجہ سے پڑھنے کے برابر نہیں ہو سکتا۔ اور پھر رٹنے سے یہ بھی مشکل پیدا ہو سکتی ہے کہ وقت پر بھول ہی جائے لیکن رٹا کو بھی بالکل رد نہیں کیا جا سکتا۔ اگر آپ کو یہ معلوم ہے کہ موضوع کیا ہے اور اس پر آپ نے رٹا لگایا ہوا ہے کہ وہ وقتی طور پر آپ کے ضرور کام آئے گا۔ ٹھیک ہے۔ اس نے آپ کی ذہانت میں فرق نہیں ڈالا۔ اس نے آپ کی علمیت کے درجے کو بلند نہیں کیا۔ لیکن جس حد تک وہ عبارت ہے جس پر رٹا لگایا گیا ہے وہ تو آپ کے کام آئے گی۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ رٹا لگانا چاہئے۔ پڑھنا تو توجہ سے ہی چاہئے لیکن توجہ سے پڑھنے کے باوجود بعض باتیں ایسی ہوتی ہیں جنہیں رٹنے ہی سے یاد کیا جا سکتا ہے۔ مثلاً بعض حوالے ہیں۔ حوالے علمیت کی دلیل نہیں ہوتے۔ یاد ہونے کی دلیل ہوتے ہیں اور یاد ہوتا ہے رٹنے سے۔ آپ نے کسی کتاب کا کوئی حوالہ دینا ہے تو آپ کو وہ حوالہ یاد ہونا چاہئے۔ یہ یادداشت آپ کے علم سے تعلق نہیں رکھتی یہ علم میں اضافے کے لئے رٹا لگانے والی بات ہے۔

بہرحال کہنا یہ مقصود ہے کہ رٹا بھی اتنی بری چیز نہیں لیکن صرف اس حد تک رٹا لگایا جائے کہ بات کو سمجھ کر جن جملوں کی جن فقروں کی جن پیراگراف کی بعینہٖ اسی طرح ضرورت ہے وہ یاد کر لئے جائیں۔ یاد کر لینا اور رٹا لگانا ہم معنی ہیں۔ الگ الگ نہیں ہیں۔ لیکن اس کے باوجود یہ بہت کم حصہ ہے تعلیم کا اصل تعلیم یہی ہے کہ انسان توجہ سے پڑھے اور اس پر محنت کرے اور باقاعدگی کے ساتھ ایسا کرے۔ وہ طالب علم جو باقاعدگی کے ساتھ پڑھتے ہیں۔ محنت کرتے ہیں اور توجہ سے پڑھتے ہیں وہ دوسرے طالب علموں سے آگے نکل جاتے ہیں۔ انہیں ذہین بھی کہا جاتا ہے۔

ذہین کا اصل مطلب یہ ہے کہ کوئی بات آپ کے سامنے آئی تو آپ نے فوری طور پر اس کے مختلف پہلوؤں پر غور کر کے ایک نتیجہ نکال لیا جو شخص جتنی جلدی یہ نتیجہ نکالتا ہے اتنا ہی زیادہ ذہین سمجھا جاتا ہے۔ توجہ سے پڑھنے کا ایک نتیجہ یہ بھی ہوتا ہے کہ انسان پہلے سے زیادہ ذہین ہوتا چلا جاتا ہے۔ وہ فوری طور پر نتائج نکالنے کا اہل ہو جاتا ہے۔ پس اپنے بچوں کو یا کسی کو بھی کند ذہن کہنے کی بجائے اس کے ذہن کو جلا بخشنے کی کوشش کیجئے۔ اس کے ذہن کو بہتر بنانے کے سامان مہیا کیجئے اور پھر آپ دیکھئے کہ جس بچے کو آپ نے انجانے میں کند ذہن کہہ دیا تھا وہ بھی ویسا ہی ذہین ہے جیسے دوسرے بچے۔ ضروری نہیں کہ وہ بہت زیادہ ذہین ہو جائے۔ بہت زیادہ ذہین تو کم ہی لوگ ہوتے ہیں لیکن عام لوگوں کی طرح وہ ذہین ہو جائے تو یہ بھی کافی ہے۔ پس اساتذہ اور والدین بچوں کو ان کی ناکامی پر کند ذہن کہنے کی بجائے کوشش یہ کریں کہ ان کے ذہن کو جلا بخشیں۔ پھر دیکھیں گے کہ تھوڑی ہی دیر میں بچہ بالکل دوسرے بچوں کی طرح ذہین بن گیا ہے۔ خدا کرے کہ ہم اپنے بچوں کی صحیح راہنمائی کر سکیں ان کے ساتھ نیک سلوک کرتے ہوئے ان کو صحیح راستہ بتائیں اور ان کی زندگی کو بہتر بنانے کی کوشش کریں۔

جب اللہ تعالیٰ کو کسی نے چھوڑا، تو خدا نے اسے چھوڑا۔

ہمارا یہ فرض ہونا چاہئے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے جویا اور طالب رہیں۔

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

یادِ رفتگان

امۃ الحفیظ یوسف

محترمہ مبارکہ شوکت صاحبہ

ہماری والدہ محترمہ مبارکہ شوکت صاحبہ زوجہ حکیم فضل الٰہی صاحب 1922ء میں قادیان میں پیدا ہوئیں۔ آپ نے ابتدائی تعلیم قادیان میں ہی حاصل کی۔ آپ پیدائشی احمدی تھیں۔ بہت نیک ملنسار، مہمان نواز، غریب پرور، بلند حوصلے والی، باہمت اور غیرت رکھنے والی خاتون تھیں۔

ہماری والدہ محترمہ مبارکہ شوکت صاحبہ نے بہت کم عمری میں وصیت کی 1944ء میں آپ نے وصیت کی جبکہ آپ کی عمر صرف 22 سال تھی اور پھر تمام عمر اپنی وصیت پر قائم رہیں اور باقاعدہ اپنی وصیت اور تمام چندہ جات وغیرہ ادا کرتی رہیں۔ تقسیم ہندوستان سے چند سال قبل ہماری والدہ صاحبہ ہمارے والد صاحب محترم حکیم فضل الٰہی صاحب کے نکاح میں آئیں ہمارے والد صاحب کولمبو (سیلون) میں کاروبار کرتے تھے اس کے علاوہ آپ حکمت بھی کرتے تھے اور وہیں مقیم تھے۔ ہماری والدہ صاحبہ قادیان میں رہتی تھیں۔ 1947ء میں تقسیم ہندوستان کے وقت جب حالات بہت زیادہ خراب ہو گئے تو ہمارے والد صاحب ہماری والدہ صاحبہ کو اپنے ہمراہ کولمبو لے گئے۔ ہماری والدہ صاحبہ نے (سیلون) کولمبو میں چھ سال گزارے۔ ہمارے ایک بھائی محترم نصرت الٰہی صاحب کی پیدائش وہیں (سیلون) کی ہے آپ بھائیوں میں بڑے بھائی ہیں۔ میری پیدائش بھی (سیلون) ہی کی ہے۔ میں امۃ الحفیظ بہنوں میں چھوٹی ہوں۔ سیلون کا ماحول بہت ایڈوانس آزاد سا تھا جسے ہماری والدہ صاحبہ ناپسند کرتی تھیں۔ آپ نے ہمارے والد صاحب سے ربوہ آنے کی خواہش کا اظہار کیا۔ آپ کے اصرار پر ہمارے والد صاحب آپ کو اور بچوں کو ربوہ لے آئے۔ ہمارے والد صاحب اپنے کام کے سلسلے میں تقریباً پینتیس برس باہر ہی رہے۔ اس کے برعکس ہماری والدہ صاحبہ جو ایک بہادر بلند حوصلہ اور باہمت خاتون تھیں اکیلی اپنے بچوں کے ہمراہ ربوہ رہیں۔ آپ نے اپنے بچوں اور بچیوں کی بہت اچھی تربیت کی۔ اپنی تمام اولاد کو اچھی تعلیم دلوائی۔ ہماری والدہ صاحبہ چندے بہت باقاعدگی سے دیتیں، باقاعدہ اجلاسوں پر جاتیں۔ صدقات دیتیں۔ جماعت کے ساتھ آپ کو گہری وابستگی تھی۔ لجنہ کے ساتھ بہت اچھے تعلقات قائم تھے۔ ہر ایک سے آپ بہت خوش اخلاقی سے ملتیں۔ دوسروں کے دکھ، درد میں شریک ہوتیں اگر کوئی بیمار ہوتا اس کی بیمار پرسی کو جاتیں۔ اسے تسلیاں دیتیں اچھی طرح اس کا حال دریافت کرتیں۔ اس کی صحت یابی کے لئے دعا کرتیں۔

ہماری والدہ صاحبہ نے والد صاحب کے پاکستان میں نہ ہونے کے باوجود اکیلے ہی بڑے بڑے اور بڑی ہمت کے کام کئے۔ آپ بہت سلیقہ شعار، کفایت شعار، چاک و چوبند، اور چست خاتون تھیں۔ آپ نے جہاں بچوں کی بہت اعلیٰ پرورش کی وہاں ان کی ضروریات کا بھی ہر طرح سے خیال رکھا۔ آپ کی کل اولاد چار بیٹے اور چار بیٹیاں ہیں۔

ہماری والدہ صاحبہ کی وفات سے قریباً دو سال قبل باتھ روم میں گرنے کی وجہ سے کولہے کی ہڈی ٹوٹ گئی تھی۔ ہمارے بھائی محترم لطف الٰہی صاحب آپ کو لاہور لے گئے۔ جہاں اتفاق ہسپتال میں آپ دو ماہ داخل رہیں وہاں آپ کا اپریشن ہوا اور پورا علاج ہوا۔ اس کے بعد آپ دس ماہ قریباً ربوہ رہیں پھر ہمارے بھائی محترم لطف الٰہی صاحب آپ کو اپنے ساتھ کھیوڑہ لے گئے۔ وہاں آپ آہستہ آہستہ تھوڑے سہارے سے چلنے لگیں۔ والد صاحب ربوہ میں میرے پاس ہی تھے۔ ہمارے والد صاحب محترم حکیم فضل الٰہی صاحب کی وفات اچانک 29 دسمبر 1995ء بروز جمعہ صبح تین بجے ہوئی۔ ہمارے بھائی محترم لطف الٰہی صاحب ہماری والدہ صاحبہ کو لے کر ربوہ پہنچے آپ کو چونکہ والد صاحب کی وفات کا راستے میں نہیں بتایا گیا تھا۔ ربوہ پہنچ کر جب آپ کو پتہ چلا تو آپ بہت سخت صدمے سے دوچار ہوئیں۔ اس صدمے کے بعد آپ کی صحت بہت متاثر ہوئی۔ ایک روز آپ بتاتی ہیں کہ آج رات خواب میں تیرے ابا جان آئے تھے انہوں نے سفید کپڑے پہنے ہوئے تھے اور بہت خوش دکھائی دے رہے تھے مجھ سے مخاطب ہو کر کہتے ہیں مبارکہ بیگم میں یہاں بہت خوش ہوں تم نے آنا ہے تو تم بھی آجاؤ۔ میں نے کہا کہ میرے بچے مجھ سے ملنے آرہے ہیں ان سے ملاقات کرلوں پھر آتی ہوں۔ آپ کی بات پوری ہوئی۔ آپ کے بیٹے، بیٹی باری باری آئے اور آپ سے ملے جتنی دیر رہے آپ کی خوب خدمت کی۔ آپ کے سب سے چھوٹے بیٹے محترم احسان الٰہی صاحب آپ سے مل کر 21 جون کو واپس کینیڈا گئے۔ آپ کے جانے کے بعد جلد ہی چند ماہ میں ہی آپ وفات پا گئیں۔ آپ ہمارے بھائی محترم لطف الٰہی صاحب کے پاس لاہور میں تھیں بھائی بتاتے ہیں کہ روزانہ جس طرح شام عصر کے بعد سیر کے لئے آپ کو باہر لاتے تھے۔ اسی طرح 25 ستمبر شام بعد عصر باہر لائے ہیں۔ آپ کی ٹانگیں ذرا لڑکھڑائی ہیں۔ بھائی صاحب نے آپ کو گود میں لیا دو گھونٹ پانی پیا۔ اور بس ایک منٹ کے اندر ہی بڑے آرام سے بغیر کسی تکلیف کے جان جان آفرین کے سپرد کر دی۔ وفات کے وقت آپ کی عمر 74 سال تھی۔ آپ موصی تھیں آپ کی میت ربوہ لائی گئی۔ بعد جمعہ آپ کا جنازہ پڑھا گیا جس میں ہزاروں لوگوں نے شرکت کی۔ جمعہ کے بعد بہشتی مقبرہ میں آپ کی تدفین عمل میں آئی۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند سے بلند تر کرتا چلا جائے۔ آپ کو جنت میں ارفع مقام عطا فرمائے اور آپ کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

آمین

Digitized by Khilafat Library Rabwah

احمدیہ ٹیلی ویژن انٹرنیشنل کے پروگرام

پاکستانی وقت کے مطابق

جمعرات 24- اکتوبر 1996ء

12-00 (رات)-اردو کلاس نمبر174(نیا)
1-00 احمدیہ ٹیلی ویژن لائف سٹائل کچن کی صفائی ستھرائی
2-00 نیچرل کیور- ہومیو پیتھک کلاس از حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع-
3-00 عربی زبان سیکھئے-(دوبارہ)
3-30 عربی پروگرام قصیدہ نظم
4-00 تلاوت-حدیث-خبریں
4-30 چلڈرنز کارنر- حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع سے ملاقات
5-00 لقامع العرب(دوبارہ)
6-00 درثمین حصہ13(دوبارہ)
7-00 (صبح)اردو کلاس(دوبارہ)
8-00 عربی زبان سیکھئے-(دوبارہ)
8-30 عربی پروگرام،نظم،قصیدہ
9-00 نیچرل ہومیو پیتھی کلاس از حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع(دوبارہ)
10-00 تلاوت-حدیث-خبریں
10-30 چلڈرنز کارنر-ملاقات حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع(دوبارہ)
11-00 سندھی پروگرام
12-00 احمدیہ ٹیلی ویژن لائف سٹائل- کچن کی صفائی ستھرائی(دوبارہ)
1-00 لقامع العرب
2-00 اردو پروگرام سیرت رفقاء حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ حضرت ایم عبداللہ سنوری
3-00 سہ پہر اردو کلاس حضرت صاحب کے ساتھ (دوبارہ)
4-00 تلاوت-حدیث-خبریں
4-30 ڈچ زبان سیکھئے
5-00 چینی پروگرام(-)اصول کی فلاسفی
6-00 (شام) نیچرل کیور- ہومیو پیتھک کلاس از حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع
7-00 کوئز پروگرام سیرت پر- از مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان حصہ سوئم
7-30 الزامات کے جوابات' از حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع سیشن 12اکتیس مارچ 94ءحصہ اول
8-00 لقامع العرب نمبر(نیا)
9-00 بوسنین پروگرام
10-00 تلاوت-حدیث-خبریں
10-30 چلڈرنز کارنر-
11-00 جرمن پروگرام

جمعہ 25- اکتوبر 1996ء

12-00 (رات)-اردو کلاس نمبر(نیا)
1-00 احمدیہ ٹیلی ویژن تفریحی پروگرام بزم مشاعرہ سلیم شاہجہانپوری کے ساتھ ایک شام
2-00 نیچرل کیور- ہومیو پیتھک کلاس از حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع-
3-00 ڈچ زبان سیکھئے-
3-30 متفرق پروگرام
4-00 تلاوت-حدیث-خبریں
4-30 چلڈرنز کارنر-
5-00 لقامع العرب
6-00 کوئز پروگرام سیرت پر مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان حصہ پنجم
6-30 الزامات کے جواب حضرت صاحب کی طرف سے سیشن 12 حصہ اول 31-3-94(دوبارہ)
7-00 (صبح)اردو کلاس(دوبارہ)
8-00 ڈچ زبان سیکھئے-(دوبارہ)
8-30 متفرق پروگرام'
9-00 نیچرل کیور ہومیو پیتھی کلاس از حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع(دوبارہ)
10-00 تلاوت-حدیث-خبریں
10-30 چلڈرنز کارنر-
11-00 پشتو پروگرام
12-00 دوپہر احمدیہ ٹیلی ویژن تفریحی پروگرام بزم مشاعرہ سلیم شاہجہانپوری کے ساتھ ایک شام
1-00 لقامع العرب(دوبارہ)
2-00 بنگلہ پروگرام لیکچر ایم- صادق محمود
3-00 سہ پہر اردو کلاس حضرت صاحب کے ساتھ (دوبارہ)
4-00 تلاوت-حدیث-خبریں
4-30 درود شریف اور نظم
5-00 خطبہ از حضرت امام جماعت الرابع بیت الفضل لندن 89-5-26
6-5 (شام)ملاقات حضرت امام جماعت الرابع اردو بولنے احباب کے ساتھ
7-15 احمدیہ ٹیلی ویژن ورائٹی حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی زندگی
8-00 لقامع العرب(نیا)
9-00 ترکی پروگرام
10-00 تلاوت-حدیث-خبریں
10-30 چلڈرنز کارنر-ملاقات حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع
11-00 جرمن پروگرام

بقیہ صفحہ 4

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے بھی استفادہ کیا تھا- اس طرح امام ابو حنیفہ ؒ کا سلسلہ علم ایک ایسے

اجتہاد پرور مدرسہ سے وابستہ تھا جو اس زمانہ میں روایت اور درایت' نصوص اور تفقہ کا مجمع البحرین تھا- امام ابو حنیفہ نے قریباً اٹھارہ سال تحصیل علم میں صرف کئے لیکن ساتھ ساتھ کاروبار کی نگرانی کا فریضہ بھی سرانجام دیتے رہے- تجارتی سوجھ بوجھ اور دیانت دار تعاون کرنے والے شرکاء کی وجہ سے آپ کی تجارت ہمیشہ روبہ ترقی رہی اور تحصیل علم کی مصروفیت کو آپ نے تجارتی امور پر کسی طور پر بھی اثر انداز نہ ہونے دیا-

امام ابو حنیفہ ؒ اور درس و تدریس

تحصیل علم کے بعد آپ نے درس و تدریس کا سلسلہ بھی جاری کر دیا- اس زمانہ میں مسجد ہی مدرستہ العلم بھی ہوتی تھی- چنانچہ آپ نے بھی مسجد کو ہی اس غرض کے لئے پسند کیا اور کوفہ کی جامع مسجد کے ایک حصہ میں اپنا مدرسہ قائم کیا- جس نے آہستہ آہستہ ترقی کے مراحل طے کئے اور بالآخر اس زمانہ کے لحاظ سے عظیم الشان حلقہ ہائے درس میں شامل ہونے لگا-

تقسیم کار کے لحاظ سے ہفتہ بھر کے دن آپ نے اس طرح تقسیم کئے ہوئے تھے- سبت کا دن گھر کے کام کاج اور جائیداد کی دیکھ بھال کے لئے وقف تھا- اس روز آپ تجارتی کاروبار سے سروکار نہ رکھتے اور نہ درس و تدریس کے حلقہ میں شامل ہوتے- ہر جمعہ کو آپ عبادت الٰہی کے علاوہ اپنے دوست احباب اور ممتاز شاگردوں کی دعوت کرتے اور یہ دن ان سے ملنے ملانے اور بات چیت کرنے میں صرف کرتے- باقی دنوں میں درس و تدریس میں بھی حصہ لیتے اور تجارتی امور کی نگرانی بھی فرماتے- کام کے ان دنوں میں آپ نے بالعموم اپنے اوقات کو تین حصوں میں تقسیم کیا ہوا تھا- دن کے پہلے حصہ میں عبادت اور ذکر الٰہی سے فارغ ہونے کے بعد گھریلو کام سرانجام دیتے- چاشت کے بعد بازار جاتے اور اپنے کاروبار کی نگرانی کرتے- تجارتی کارکنوں کو ہدایات دیتے- آمد و خرچ اور نفع نقصان کا جائزہ لیتے- دوپہر کے بعد کھانا وغیرہ کھا کر اور کچھ دیر آرام کے بعد ظہر کی نماز مسجد میں ادا کرتے- اس کے بعد درس و تدریس کا دور شروع ہوتا- آپ کا مدرسہ کوئی ابتدائی مدرسہ نہ تھا- بلکہ اونچے درجہ کے مختلف قابلیتیں رکھنے والے طلبہ درس میں شامل ہوتے تھے- کوئی لغت اور زبان کا ماہر' کوئی حدیث و تاریخ میں ممتاز' کوئی تفقہ' قیاس اور معاشرہ کے رسم و رواج عرف اور عادات الناس کے مطالعہ کا خوگر' غرض آپ کا مدرسہ مختلف استعدادوں کے حامل ارباب علم کا مرکز تھا- طلبہ کو مختلف مسائل کے بارہ میں سوال اٹھانے اور بحث میں حصہ لینے کی کھلی اجازت تھی- ہر رائے پر خواہ وہ استاد کی رائے ہو تنقید ہوتی تھی- آخر بحث مباحثہ اور علمی تنقیحات کے بعد جب کسی مسئلہ کا حل نکل آتا اور کوئی رائے قائم ہو جاتی اور بات طے کر لی جاتی تو اسے مناسب سیاق و سباق کے ساتھ لکھ لیا جاتا- اور رات گئے تک درس و تدریس کا یہ سلسلہ جاری رہتا- صرف نماز کا وقفہ ہوتا-

علمی وسعت کے ساتھ ساتھ امام ابو حنیفہ ؒ بڑے غنی النفس اور سخی الطبع بزرگ تھے- آپ جس قدر مالدار تھے اتنے ہی زیادہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والے بھی تھے- اپنے شاگردوں پر دل کھول کر خرچ کرتے- ان کی ضرورتوں کا ہمیشہ خیال رکھتے-

امام ابو یوسف کے والد بڑے غریب' تنگ دست اور مزدوری پیشہ بزرگ تھے- انہوں نے اپنے بیٹے سے ایک بار کہا ابو حنیفہ کے درس میں جانے کی بجائے کوئی کام کرو تاکہ چار پیسے آئیں اور گھر کا گزارہ چلے- چنانچہ والد صاحب کے اصرار پر آپ نے حلقہ درس میں جانا چھوڑ دیا اور درزی کا کام شروع کر دیا- امام ابو حنیفہ کو جب اس کا علم ہوا تو آپ نے ابو یوسف کو بلا کر حالات دریافت کئے اور ان کا معقول وظیفہ مقرر کر دیا اور پھر ہمیشہ ان کی ضروریات کا خیال رکھا- دوسرے ضرورت مند طلبہ کے بارہ میں بھی آپ کا یہی طریق تھا- آپ چاہتے تھے کہ قابل' ذہین طلباء غربت کی وجہ سے ضائع نہ ہونے پائیں اور علم کے زیور سے محروم نہ رہ جائیں- چنانچہ ابو حنیفہ ؒ کے مدرسہ کے پروردہ بعد میں عظیم الشان مناصب پر فائز ہوئے اور آسمان علم کے ستارے اور سورج بن کر چمکے-

غرض حضرت امام ابو حنیفہ ؒ کو اللہ تعالیٰ نے دین و دنیا علم و مال کی دونوں دولتیں وافر مقدار میں بخشی تھیں جن کی تقسیم میں آپ نے کبھی بھی بخل سے کام نہ لیا- علم کی دولت بھی لٹائی اور دنیا کی دولت سے بھی دوسروں کو مالا مال کیا-

(الفضل انٹرنیشنل 4- اکتوبر تا 10- اکتوبر 96ء)

خلافت لائبریری ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اطلاعات و اعلانات

احمدیہ ٹیلیویژن انٹر نیشنل آج کے پروگرام

پاکستانی وقت کے مطابق

اتوار 20-اکتوبر 1996ء

12-00 (رات) اردو کلاس (نیا)-
1-00 تعلیم دین حق-روحانی خزائن-
1-30 دین حق کی تاریخ سے ایک ورق-ازبی-اے-رفیق صاحب-فتح مبین-
2-00 بچوں کی ملاقات حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع کے ساتھ-
3-00 چینی زبان سیکھئے-
3-30 حکایات شیریں (نیا)-
4-00 تلاوت-حدیث-خبریں-
4-30 چلڈرنز کارنر ورائٹی پروگرام- کوئز نصرت جہاں اکیڈیمی ربوہ-
5-00 لقاء مع العرب-
6-00 ہمارے دوستوں سے ملئے-
7-00 (صبح) اردو کلاس (دوبارہ)-
8-00 چینی زبان سیکھئے-
8-30 حکایات شیریں-
9-00 بچوں کی ملاقات حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع کے ساتھ (دوبارہ)-
10-00 تلاوت-حدیث-خبریں-
10-30 چلڈرنز کارنر-ورائٹی پروگرام-کوئز نصرت جہاں اکیڈیمی ربوہ-
11-00 سندھی پروگرام-
12-00 (دوپہر) تعلیم دین حق-روحانی خزائن-
12-30 دین حق کی تاریخ سے ایک ورق-فتح مبین-ازبی-اے-رفیق صاحب-
1-00 لقاء مع العرب-
2-00 بنگلہ پروگرام-اردو پروگرام-
3-00 (سہ پہر) اردو کلاس- حضرت صاحب کے ساتھ-(دوبارہ)-
4-00 تلاوت-حدیث-خبریں-
4-30 چینی زبان سیکھئے-
5-00 محفل سوال و جواب- از حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع- جرمنی- (-) اصول کی فلاسفی کے سوسال گزرنے پر-
6-30 (شام) ملاقات حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع- انگریزی بولنے والے احباب کے ساتھ-
7-30 اراؤنڈ دی گلوب- ابو دہابی پر ڈاکو منٹری-
8-00 لقاء مع العرب-
9-00 البانین پروگرام- محفل سوال وجواب البانین اور یورپین احباب کے ساتھ- از حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع-
10-00 تلاوت-حدیث-خبریں-
10-30 چلڈرنز کارنر بیت بازی- ناصرات الاحمدیہ پاکستان-
11-00 جرمن پروگرام-

درخواست دعا

○ مکرم شریف احمد صاحب دارالعلوم شرقی کی اہلیہ محترمہ کا تین ماہ قبل ہرنیا کا آپریشن ہوا تھا- ابھی پوری صحت حاصل نہیں ہو سکی- احباب سے دعا کی درخواست ہے-

○ مکرم چوہدری احسان الرحمان صاحب بسرا ابن مکرم چوہدری علی اکبر صاحب باب الابواب ربوہ موٹر سائیکل کے ایک حادثہ میں زخمی ہو گئے تھے اگرچہ پہلے کی نسبت افاقہ ہے مگر زیر علاج ہیں- اللہ تعالیٰ شفا عطا فرمائے-

ولادت

○ مکرم محمود ناصر ثاقب صاحب مربی سلسلہ احمدیہ کو اللہ تعالیٰ نے 24- جولائی کو بیٹی سے نوازا ہے- حضرت صاحب نے ازراہ شفقت "طوبیٰ ناصر" نام عطا فرمایا ہے- نومولودہ مکرم چوہدری رشید الدین صاحب امیر ضلع گجرات کی نواسی ہے اور مکرم چوہدری غلام محمد صاحب چک سکندر کی پوتی ہے- احباب جماعت سے عزیزہ کے نیک اور والدین کے لئے قرۃ العین ہونے کی درخواست دعا ہے-

اعلان

○ مجلس نابینا ربوہ کا سالانہ اجلاس اور علمی ورزشی ریلی مورخہ 28 تا 31 اکتوبر 96ء ربوہ میں منعقد ہو رہی ہے- تمام نابینا افراد کو اس میں شمولیت کی دعوت دی جا رہی ہے جو دوست بھی یہ اعلان پڑھیں وہ اپنے حلقہ میں رہنے والے نابینا احباب کو سنا کر اس میں شمولیت کی تلقین کریں رنگا رنگ پروگرام میں علمی اور ورزشی مقابلہ جات بھی ہونگے اور جیتنے والے احباب میں انعامات بھی تقسیم کئے جائیں گے-

نیز نابینا شاعر بھی اپنے کلام کے ساتھ اس اجلاس میں شرکت کے لئے ضرور تشریف لاویں-

تمام احباب کو چھٹیاں بھی ارسال کر دی گئی ہیں چھٹی نہ بھی ملے تب بھی اس اعلان پر ہی تشریف لے آویں- 27- اکتوبر کی شام تک ربوہ پہنچ جائیں-

○ وہ میڈیکل گریجوایٹس جنہوں نے میڈیکل کی تعلیم بیرون ملک مکمل کی اور پاکستان میں کام کرنا چاہتے ہیں ان کے لئے پاکستان میڈیکل اینڈ ڈینٹل کونسل سے رجسٹریشن کروانا لازمی ہے- رجسٹریشن کے لئے امتحان 6- جنوری 97ء کو ہوگا اور درخواستیں جمع کرانے کی آخری تاریخ یکم دسمبر 96 ہے- داخلہ فارم مرکزی دفتر واقع MAUVE ایریا سیکٹر G-10/4 اسلام آباد یا لاہور، کراچی، کوئٹہ اور پشاور میں واقع کونسل کے دفاتر سے حاصل کئے جا سکتے ہیں- (نظارت تعلیم)

کفالت یتامیٰ

اللہ تعالیٰ کے بے شمار فضلوں کو جذب کرنے کا ایک یقینی ذریعہ

1- جنوری 1991ء میں ہمارے پیارے آقا نے جوبلی منصوبہ کے تحت کفالت یتامیٰ کی ایک نہایت مبارک تحریک جاری فرمائی جس میں مخلصین نے نہایت بشاشت کے ساتھ حصہ لیا اور آج خدا تعالیٰ کے فضل سے 258 گھرانوں کے 923 مستحق یتامیٰ کی بطریق احسن کفالت کی جا رہی ہے-

اس مبارک تحریک میں کوئی بھی دوست حسب حیثیت رقم مقرر کر کے کسی بھی وقت شامل ہو سکتے ہیں- اس وقت مستحق یتیم بچوں پر عمر اور تعلیم کی ضروریات کے لحاظ سے چار صد روپے سے ایک ہزار روپے تک ماہوار خرچ کا اندازہ ہے- آپ اپنی خواہش اور مالی وسعت کے لحاظ سے جو رقم بھی باقاعدہ مقرر کرنا چاہیں کمیٹی کو اس کی اطلاع کر دیں اور اپنی رقوم "امانت کفالت یکصد یتامیٰ" خزانہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ میں براہ راست یا مقامی انتظام جماعت کی وساطت سے جمع کرانا شروع کر دیں-

یاد رہے کہ یتامیٰ کی کفالت کرنے والوں کے لئے بروز قیامت عظیم الشان شفاعت کی خوش خبری دی گئی ہے-

اب جبکہ اس مبارک تحریک میں آغاز سے حصہ لینے والے مخلصین کے اسماء گرامی مستقل طور پر محفوظ کئے جا رہے ہیں سب احباب جماعت کے لئے یہ ایک اچھا موقع ہے کہ-

ا- اگر وہ اس مبارک تحریک کے ابتداء سے حصہ نہیں لے سکے تھے اور بعد میں کسی وقت اس کی طرف توجہ یا توفیق ہوئی تو ایسے احباب کے لئے اب بھی یہ گنجائش موجود ہے کہ وہ تحریک کے آغاز جنوری 1991ء سے قربانی کرنے والوں میں شامل ہو سکتے ہیں اور جتنا عرصہ جنوری 1991ء سے بنے اس کی ادائیگی یکمشت کر سکتے ہیں تاکہ اس تحریک کے آغاز سے قربانی کرنے والوں کے گروہ میں شامل ہو سکیں-

ب- جو دوست ابھی تک اس تحریک میں شمولیت کی سعادت نہیں پا سکے ان سے اولاً گزارش ہے کہ اس نیک اور بابرکت تحریک میں اپنی حیثیت کے مطابق شرکت فرماویں- نیز یہ کہ ایسے نئے شامل ہونے والے احباب کے لئے بھی جنوری 1991ء سے اپنی قربانی کا آغاز کرنے کی گنجائش موجود ہے تاکہ وہ بھی ابتداء سے ہی اجر کے مستحق ٹھہریں-

ج- نیز احباب کی آگاہی کے لئے یہ بھی اعلان کیا جاتا ہے کہ حضرت صاحب نے ایسے احباب کو بھی ادائیگی کی اجازت عطا فرمائی ہے جو گاہے گاہے کوئی رقم مقرر کئے بغیر کچھ نہ کچھ اس مد "کفالت یکصد یتامیٰ" میں مقامی انتظام جماعت کے ذریعہ حسب منشاء جمع کرانا چاہتے ہیں-

2- مستحق یتامیٰ یا ان کے ورثا توجہ فرماویں

حضرت صاحب کے ارشاد کے ماتحت امانت "کفالت یکصد یتامیٰ" سے ایسے مستحق یتامیٰ کو وظائف دینے کا انتظام ہے جو اپنی پرورش، تعلیم، اور مستقبل کی اٹھان کے لئے سلسلہ کی طرف سے مدد لینے کے خواہاں ہوں ایسے بچوں کی والدہ یا ورثاء یتامیٰ کمیٹی کو اطلاع دیں تا ان کے لئے وظائف کا انتظام کیا جا سکے-

امراء اضلاع و مربیان کرام کی خدمت میں بھی گذارش ہے کہ جماعت میں سے ایسے گھرانوں کی نشان دہی کر کے یتامیٰ کمیٹی کا ہاتھ بٹائیں تا ان کی مدد کا مستقل انتظام کیا جا سکے-

سیکرٹری کمیٹی کفالت یکصد یتامیٰ
دار الضیافت، ربوہ

الفضل میں اشتہار دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں-

محض خدا تعالیٰ کے فضل و کرم کے ساتھ
خاکسار لندن اور افریقہ کے دورہ کے بعد اپنی دوکان "ڈش ماسٹر ربوہ" پر آپکی خدمت کیلئے حاضر ہے- ڈش انٹینا سے متعلق معلومات اور پرابلمز کی دوری کے لئے نیز احمدیہ ٹیلیویژن کی چوبیس گھنٹے گلوبل بیم نشریات واضح اور صاف دیکھنے کیلئے اب
جدید ترین سیٹلائیٹ سسٹم سے استفادہ فرمائیں
اس میں ڈش کا سائز چھوٹا اور قیمت بھی کم ہے آپ کی بہتر خدمت کے لئے ہماری ماہرانہ سوچ اور مشورہ اپنے ڈش انٹینا کے ٹارگٹ کو پورا کرنے کیلئے رجوع کریں

اقصیٰ روڈ ربوہ
ڈش ماسٹر
بشارت احمد خان
فون 0092-4524-211274
537'538

خلافت لائبریری ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ربوہ : 17- اکتوبر-1996ء
درجہ حرارت کم از کم 21 درجے سنٹی گریڈ
زیادہ سے زیادہ 32 درجے سنٹی گریڈ

○ افغانستان میں طالبان کے خلاف حملوں کے جواب میں طالبان نے جوابی حملہ کیا اور مخالف افواج کو 8-10 کلومیٹر پیچھے دھکیل دیا۔ طالبان کی طرف سے مخالف افواج پر بمباری بھی کی جا رہی ہے۔ طالبان کے گرائے ہوئے بم جبل السراج کے آس پاس گرے ہیں۔ طالبان نے اپنی جن کامیابیوں اور بمباری کا دعویٰ کیا ہے ابھی تک کسی آزاد ذریعہ سے ان خبروں کی تصدیق نہیں ہو سکی۔ کابل کے اطراف میں طالبان کے مخالفوں اور طالبان کے درمیان شدید جنگ کی بھی اطلاعات ملی ہیں۔ طالبان کو بڑے پیمانے پر کمک حاصل ہو گئی ہے۔

○ وزیر اعظم بے نظیر بھٹو نے خاتون جنت کانفرنس سے خطاب کیا انہوں نے کہا کہ اگر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے طریق زندگی پر عمل کیا جائے تو اس سے زندگی میں وقار اور سکون حاصل ہوتا ہے اور عزت بھی اسی میں ہے۔ حضرت فاطمہؓ نے ہمیں درس دیا ہے کہ دوسروں کے سہارے پر زندگی نہ بسر کی جائے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی ذات یہ درس دیتی ہے کہ انسان کی عظمت اسی میں ہے کہ اللہ جو دے اس پر قناعت کرو عزت اسی میں ہے۔

○ وزیر اعظم نے شیخ الازہر ڈاکٹر شیخ اعظم طنطاوی سے درخواست کی ہے کہ وہ اگلے سال مسلم سکالرز کی کانفرنس میں شریک ہوں اور صدارت کریں۔

○ قومی اسمبلی کو بتایا گیا ہے کہ مفاہمت کی دس یادداشتوں پر کام مکمل ہو جانے سے ملک میں 6-ارب 8 کروڑ ڈالر کی سرمایہ کاری ہو چکی ہے۔ مزید دس ایم او یوز پر کام شروع ہے اور ان کے ذریعے ملک میں 32-ارب ڈالر کی سرمایہ کاری ہو رہی ہے۔

○ لاہور میں اپوزیشن کی ریلی کے ذریعے توڑ پھوڑ اور پنجاب اسمبلی پر حملے کے علاوہ قائداعظم کی تصویر بے حرمتی کے خلاف قومی اسمبلی میں تحریک پیش کی گئی۔ قومی اسمبلی کے سپیکر نے کہا کہ اس معاملے پر پنجاب اسمبلی میں بھی بحث ہو رہی ہے۔ اس لئے قومی اسمبلی اس معاملے پر آئندہ اجلاس میں غور کرے گی۔

○ مقبوضہ کشمیر میں بھارتی فوجیوں نے مزید دس افراد کو ہلاک اور بہت سے افراد کو زخمی کر دیا ہے۔ کپواڑہ' بانڈی پورہ میں بھارتی فوجیوں سے ہونے والی جھڑپوں میں مجاہدین نے ایک فوجی گاڑی کو بارودی سرنگ کے ذریعے اڑا دیا جس سے تین بھارتی فوجی ہلاک ہو گئے۔

○ بھارت کی ایک عدالت نے سابق وزیر اعظم مسٹر نرسیما راؤ کی درخواست ضمانت مسترد کر دی ہے۔ اور خود پیشی سے مستثنیٰ ہونے کی درخواست بھی مسترد کر دی گئی ہے۔ سابق وزیر اعظم رشوت کے ایک سکینڈل میں ملوث ہیں۔

○ فلسطین کے صدر مسٹر یاسر عرفات نے اردن کے شاہ حسین سے بات چیت کی۔ اردن کے شاہ عرصہ تین سال کے بعد مقبوضہ فلسطینی علاقے میں گئے تھے۔ شاہ حسین سے بات چیت کے بعد انہوں نے کہا کہ مقبوضہ علاقے الخلیل سے فوجیں ہٹانے کے اہم مسئلے پر اسرائیل کے ساتھ دس دن سے مذاکرات ہو رہے ہیں لیکن کوئی کامیابی نہیں ہوئی۔ شاہ حسین نے کہا کہ اردن فلسطینیوں کے حقوق کی حفاظت اور مقبوضہ عرب علاقوں سے اسرائیل کی فوج کی واپسی کی حمایت کرتا ہے۔

○ ملک میں پاکستان کے پہلے وزیر اعظم لیاقت علی خان کی 45 ویں برسی عقیدت و احترام سے منائی گئی۔ گورنر اور وزیر اعلیٰ سندھ نے قائد ملت کے مزار پر حاضری دی۔ تینوں مسلح افواج کے سربراہوں کی طرف سے مزار پر پھول چڑھائے گئے۔ زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے افراد نے مزار پر حاضر ہو کر دعا کی۔

○ ماحول اور ٹرانسپورٹ کے بارے میں بین الاقوامی کانفرنس اسلام آباد میں ختم ہو گئی۔ قومی اسمبلی کے سپیکر مسٹر یوسف رضا گیلانی نے اختتامی تقریب میں خطاب فرمایا اور ٹرانسپورٹ کے لئے علیحدہ وزارت بنانے کی تجویز پیش کی یہ پہلی بین الاقوامی کانفرنس تھی جس کی میزبانی پاکستان کے حصے میں آئی۔ بہت سے ممالک نے اس میں شرکت کی۔

○ سپریم کورٹ نے بیگم نسیم ولی خان کی طرف سے دائر کردہ وہ درخواست مسترد کر دی ہے جس میں اے این پی کے تین افراد کی طرف سے پارٹی سے وفاداری بدلنے کو چیلنج کرتے ہوئے ان کی نااہلی کا مطالبہ کیا تھا۔

التوا اجتماع مجلس انصار اللہ پاکستان

سالانہ اجتماع مجلس انصار اللہ پاکستان کی مجوزہ تواریخ 25-26-27- اکتوبر 1996ء تھیں۔ چونکہ انتظامیہ کی طرف سے تاحال اس اجتماع کے انعقاد کی اجازت کی اطلاع موصول نہیں ہوئی اس لئے یہ اجتماع تا اطلاع ثانی ملتوی کیا جاتا ہے۔

(قائد عمومی مجلس انصار اللہ پاکستان)

عورتوں اور بچوں کی شافی علاج گاہ
جنبہ ہومیو ہسپتال
24 گھنٹے سروس
32/2 دار البرکات ربوہ فون نمبر 211219

BASHIR
GOLDSMITH
AQSA ROAD RABWAH
Ph: Shop: 211806 Res: 211883

ہر قسم کی غیر ملکی کرنسی سے متعلق لین دین کا با اعتماد ادارہ
SPECIALISED IN FEBC DRAFT AND T.T ETC.
T. M. FOREIGN EXCHANGE CENTRE
329-G PANORAMA CENTRE, THE MALL LAHORE (PAK)
TEL. (92-42) 6368656, 6368389, 6369064, 6303235

"میاں بھائی" ضرورت ہے
1- آفس خدمت گار (OFFICE PEON)
2- آفس کلرک (کم از کم میٹرک) 25 تا 35 سال
3- ایسے لڑکے جو ربڑ مولڈنگ کا کام سیکھنا چاہتے ہوں۔ دوران ٹریننگ 1200/- روپے ماہوار وظیفہ بھی دیا جائے گا۔
پتہ برائے رابطہ: پٹھہ کمائی فیکٹری گلی نمبر 5 نزد الفرخ مارکیٹ کوٹ شہاب دین جی ٹی روڈ شاہدرہ لاہور
فون: 7932514
7932515

ضروری اعلان: جن احباب کو ڈش انٹینا کا صحیح رزلٹ حاصل نہیں ہو رہا وہ جلد رابطہ کریں تاکہ صحیح رزلٹ لانے میں انکی مدد کی جا سکے۔
فون: 212974

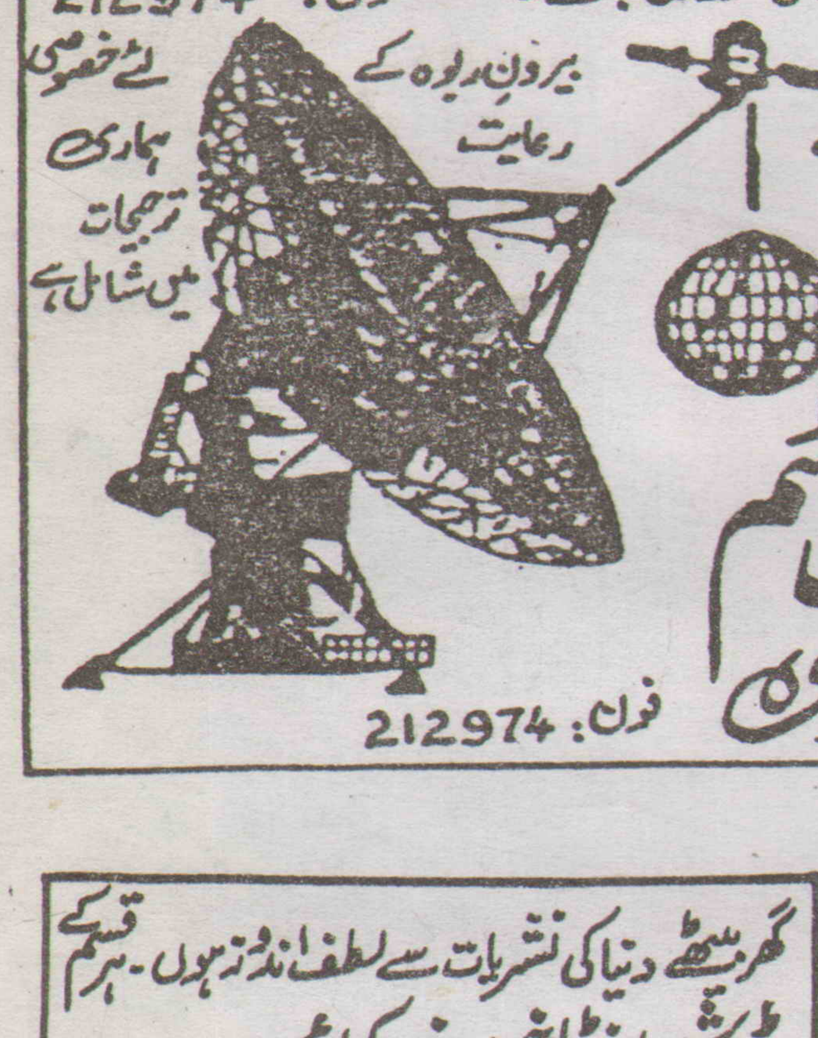

بیرون ربوہ کے لئے خصوصی رعایت
ہماری ترجیحات میں شامل ہے
یہ ضرور لکھیں کہ: • ڈش کتنے فٹ کی ہے۔
• LNB کون سی ہے • ریسیور کونسا ہے
ہر سائز کا ڈش انٹینا خریدنے کیلئے اعتماد کا نام
• بہترین میٹریل • شاندار رزلٹ
الطاہر سیٹلائٹ سسٹم
بوٹا مارکیٹ اقصیٰ روڈ ربوہ
فون: 212974

گھر بیٹھے دنیا کی نشریات سے لطف اندوز ہوں۔ ہر قسم کے ڈش انٹینا خریدنے کیلئے
ڈش 8 فٹ معہ مکمل فٹنگ 10500/-
سپیشل ڈش 8 فٹ پر احمدیہ ٹیلیویژن کا 12 فٹ کا رزلٹ مشاہدہ کریں
نیو محمود ٹیلیویژن 21 - نال روڈ لاہور
فون: 7125089 - 7226508
7355422 - 7235175

مفید اور مؤثر دوائیں
جو اندرون و بیرون ملک مشہور ہیں
اکسیر معدہ : ہاضمہ کا بہترین چورن
قند شفاء : نزلہ زکام اور کھانسی کے لئے جوشاندے کا انسٹنٹ پوڈر
حب سعال: کھانسی کیلئے گولیاں
خورشید یونانی دواخانہ رجسٹرڈ ربوہ
فون: 211538

تریاق معدہ
خرابی ہضم کا مؤثر علاج
کھانا ہضم کرتا، بھوک بڑھاتا، طبیعت کو شگفتہ اور بحال رکھتا ہے۔
ایک شیشی ہمیشہ گھر میں رکھیے! پیٹ کے جملہ امراض کے لیے اکسیر ہے
ناصر دواخانہ رجسٹرڈ ربوہ

کامیاب مفید اور مؤثر ادویات
بیاض نور الدین کا مشہور عالم نسخہ
زد جام عشق 30 گولیاں 60 روپے
کمی خون گرمی جگر مثانہ کے لیے
سپر فولادی کیپسول 30 عدد 110 روپے
پٹھوں کی طاقت کیلئے
کایا پلٹ 30 گولیاں 60 روپے
قوت اور طاقت کے لئے
سفوف کیکر 30 روپے
طاہر دواخانہ اقصیٰ روڈ رحمان کالونی ربوہ

حکیم نظام جان کا مشہور دواخانہ
مطب حمید
ہائی بلڈ پریشر کا شافی علاج
فشار کیپسول
پنڈی بائی پاس جی ٹی روڈ گوجرانوالہ